

الذیوریت

حافظت علامہ شاہ عبدالعزیز شمس آبادی

مکتبہ فکر رضا کھیوڑہ

خلاصہ یہ ہے کہ اول تو اس عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد ہی نہیں ہو سکتا جس پر خود یہ عبارت اور اس کے آگے پیچھے کی عبارت دلیل ہے لہذا عبارت زیر بحث کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال و تصور اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے۔

ثانیاً اگر عبارت کو مسخ کر کے شغل برزخ ہی مراد میں تو یہ مطلب ہوا کہ حضور کی صورت پاک کا تصور نمازی کے لیے جو مشاہدہ جمال الہی کا آئینہ ہے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور نمازی اس سے مشرک ہو جاتا ہے۔ لہذا دونوں صورتوں میں نمازی مشرک ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں یہ گدھے بیل والی عبارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں سخت گستاخی اور نہایت گندی سڑی گالی ہے۔ لہذا المصباح الجدید کا وہ اعتراض کہ مولوی اسماعیل صاحب کے ماننے والوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں، بعد میں رہبر صاحب نے دورنگ اور بدے۔ آپ کہتے ہیں کہ مناظرانہ رنگ میں ہم دوسری چیز پیش کرتے ہیں۔ (۱) رضا خانیوں کا دعوئے ہے کہ یہ عبارت مولانا اسماعیل شہید کی ہے۔

(د) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین قہین کی گئی ہے اور آپ کو معاذ اللہ صریح گالیاں دی گئی ہیں اور اس میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ملاحظہ ہو کہ قہر شہابیہ ص ۳۱۰ اور یہ بھی امت کا اجماع مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا کافر ہے چہنچہ اور جو اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی

ایسا ہی کافر ہے۔ بایں ہمہ آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب انہیں مولانا اسماعیل شہید کے مطلق تہید ایمان میں مصدقہ پر لکھتے ہیں اور میں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا نیز اسی تہید ایمان میں مصدقہ پر فرماتے ہیں۔ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں ہو الجواب د فیہ الصواب وہ یعنی عظیمہ العتوئے وہو المذہب وعلیہ الاعتماد و فیہ السلامة و فیہ السداد اب کیا فرماتے ہیں۔ المصباح الجدید کے نئے مصنف اور رضا خانی برادری کے دوسرے علماء کرام کہ آپ کے اعلیٰ حضرت حضرت شہید مرحوم کو مسلمان نہ کہہ کر کافر ہوئے یا نہیں اور آپ ان کو اعلیٰ حضرت کہنے والے بلکہ ان کو ادنیٰ درجہ کا مسلمان ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہوئے یا نہیں۔ میثاق جوہر و ا۔ مقامع الہدیہ ص ۳۱۰

الجواب

و کمن عائب قولاً صحیحاً

و آفتہ من العہد السقیم

واقعی حقائق کو عیب لگانا اپنی عقل کا تصور سمجھ کا فتور ہے اس میں کیا شبہ ہے کہ اس گدھے بیل والی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و صریح قہین ہے اور صراط مستقیم ہی کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہے کیونکہ انہوں نے بخوشی اس کو اپنی صراط مستقیم میں داخل کیا۔ سر اسرہدایت بتایا پیر جی کو پڑھ پڑھ کر سنایا پھر مولوی اسماعیل کی عبارت ہونے کے لیے اس کے سینک ہونا کیا ضروری ہے۔ دیکھو کہ شہابیہ اور تہید ایمان میں تعارض سمجھنا یہ دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہیں سمجھتے۔

کفر فقہی کے معنی قول کا کفر ہوتا ہے۔ کفر کلامی کے معنی قائل کا کفر ہوتا ہے۔

الکوثر الشہابیہ کفر فقی میں ہے اور تمہید ایمان کفر کلامی ہے دونوں کتابوں میں خود اس کی تصریح ہے۔ مولوی اسماعیل کے یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر کافر و مرتد جب اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتا ہے تو بعد توبہ اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا مگر اس کا قول بعد توبہ بھی کفر ہی رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب کی توبہ چونکہ مشہور ہوئی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ مفید یقین ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ اس شبہ سے بھی اسماعیل کو کافر کہنے سے کف لسان فرمایا مگر اس کے یہ قول چونکہ کفر ہیں اس لئے ان اقوال پر حکم کفر دیا اس میں تناقض سمجھنا دیوبندیوں کی جہالت کی دلیل ہے۔

کاشش تقاضی صاحب بھی اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتے۔ یا کم از کم مولوی مرتضیٰ حسن مولوی حسین احمد وغیرہ دیوبندی ان کی طرف سے توبہ مشہور کر دیتے تو یقیناً اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلکہ تمام اہل سنت میں سے کوئی بھی تقاضی صاحب کو کافر و مرتد نہ کہتا مگر تقاضی صاحب اپنے کفر و ارتداد پر ایسے اڑے اور اپنے حقان پر ایسے منہ کے ارتقا نے مجید اور آپ لوگ اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ ان کو اپنا چیتو حکیم الامت ماننے ہو بلکہ ان پر بے داری میں درود بچتے ہو پھر آپ تمام دیوبندی اس اجماعی مسئلہ سے (کہ جو شخص اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں اودنے گستاخی کرے یا اس کے کفر و جناب ابدی میں شک کرے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے) کون ہونے کہو ہوتے کون کافر و مرتد ہی ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندیوں کی شرک فروشی ۲۷۔ دیوبانی خواہ بخندی ہوں یا دیوبندی کفر و شرک میں ایسے محو ہیں کہ فانی الکفر و الشرک کا مرتبہ رکھتے ہیں جس چیز پر ان کی نظر پڑتی

ہے شرک و کفر ہی نظر آتا ہے مسلمانوں کے جس فعل کو دیکھتے ہیں شرک و کفر کہتے ہیں۔ کافر و شرک بھی مسلمانوں کو کافر و شرک نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کی یہ حالت ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پرہیزگار متقی مسلمان کو بھی شرک کہتے ہیں۔ تقویت الایمان میں ہے فاسق محمد ہزار درجہ بہتر سے متقی شرک سے مسلمانوں غور کرو، دیوبندیوں کے نزدیک متقی بھی شرک ہے حقیقت یہ ہے کہ دیوبانی دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ فرقہ ہامیہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان مشرک ہیں۔ ان کا قتل مباح ہے جس کی تفصیل ۲۳ میں شامی حوالہ سے گزری۔ مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی حکومت نہیں نہ اہل سنت کے مقابلہ کی تاب و طاقت اس لئے قتل سے مجبور ہیں مگر عقیدہ وہی ہے مسلمانان اہل سنت کو کافر و شرک سمجھتے ہیں اپنی تحریر تقریر میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔

المصباح الجدید کے اس نمبر میں تقاضی تکفیری ذرا سی جگہ دکھائی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب تقاضی نے اپنی کتاب ہشتی زیور میں لکھا ہے

کفر و شرک کی باتوں کا بیان اسی میں ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا سہرا باندھنا یہ علی بخش حسین بخش عبدالغنی وغیرہ نام رکھنا ملا یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا (ہشتی زیور حصہ اول) جب یہ باتیں کفر و شرک ہوئیں تو ان کے کرنے والے تقاضی صاحب کے نزدیک کافر و شرک ہوتے۔ یعنی جہاں کسی نے دور سے کسی کو پکارا اور یہ سمجھا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی امتی نے دور سے کہا یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یہ سمجھا کہ باذنہ تعالیٰ حضور کو خبر ہوگئی پس وہ کافر و شرک ہو گیا جس نے کسی نبی یا ولی سے اللہ کی دی ہوئی قدرت

کی بہت پر مراد مانگی۔ کافر مشرک ہوا۔ جو کسی کے سامنے جھکا خواہ استاد ہو یا پیر
کافر مشرک ہوا، سہرا باندھنا کافر مشرک علی بخش حسین بخش عبد الہی وغیرہ یعنی محمد بخش
نبی بخش پیر بخش نام رکھا کافر مشرک۔ یوں کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو
جائے گا کافر مشرک۔ تقاضی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو جانچا جائے
تو کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان کافر مشرک ٹھہرتے ہیں تقاضی صاحب کا یہ
بہشتی زیور ہے یا کفر و شرک کی مشین۔

دیوبندی رہبر نے اس کا جواب دیا کہ ان چھ باتوں میں پہلی تین یعنی کسی
کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی۔ اور کسی سے مراد مانگنا اور کسی
کے سامنے جھکنا یہ سب شرک حقیقی ہیں ان کے کرنے سے آدمی بیشک مشرک
ہو جاتا ہے اور بعد کی تین یعنی سہرا باندھنا اور علی بخش عبد الہی وغیرہ نام رکھنا۔
یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ شرک حقیقی نہیں مگر
موجب شرک ضروری ہے اور کفار کی رسم ہیں۔ اسی فرق کے لیے مکمل اڈیشنوں میں یہ
حاشیہ لکھ دیا ہے یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص
علق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب شرک و کفر ہیں یا اس وجہ سے کہ رسوم و
امضاع کفار و مشرکین سے ہیں۔ یا اس وجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اس وجہ
سے کہ مغضی الی اللہ ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس میں وہ چیزیں بھی ذکر کی
جائیں گی جو موجب شرک یا مغضی الی اللہ یا کفار و مشرکین کے اطوار سے ملتی
جلی ہیں ایسی حالت میں معترض صاحب کا بہشتی زیور کی اس عبارت پر اعتراض
کرنا اور حاشیہ کے نوٹ سے آنکھیں بند کر جانا انتہائی شرناک بددیانتی ہے۔
مقاصع المہدیہ ص ۶۵، ۶۶۔

اس دیوبندی تہذیب سے مشرف ہوتے ہی رہبر صاحب کو فوراً یاد آیا
کہ مدتوں تک بہشتی زیور مختلف مطالع میں چھپتی رہی ہے مگر کبھی بھی اس پر یہ

حاشیہ نہ چڑھا میسویں برس کے بعد جب تقاضی صاحب پر وحی نازل ہوئی
تو شاید کسی اڈیشن میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہو ورنہ اب بھی ہر جگہ بغیر حاشیہ کے ہی ہے
لہذا دوسری چال چلی کہ بالعرض اگر بہشتی زیور کا یہ حاشیہ نہ بھی ہوتا تب بھی
اعتراض کا حق نہ تھا سمجھ لینا چاہیے تھا کہ بعد کی تین چیزوں کو تغلیظاً و تشدیداً
کفر و شرک کے بیان میں لکھ دیا ہے کیونکہ اللہ و رسول نے بھی بعض گناہوں
پر تغلیظاً و تشدیداً کفر و شرک کا حکم دیا ہے۔ مقاصع المہدیہ ص ۶۵۔ (پھر نبی تقاضی
کیوں نہ دیں گے اور وہ بھی بہشتی زیور میں) دیوبندیوں کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے
تو خوب دل کھول کر اپنے عقائد باطلہ کا اظہار کرتے ہیں جب مواخذہ ہوتا
ہے تو گلیاں جھانکتے ہیں پچریں لگاتے ہیں۔ مرادیں بدلا کرتے ہیں تقاضی صاحب
کی بہشتی زیور پر یہ حاشیہ کی پچر کاری سمجھت جہالت اور انتہائی حماقت ہے کیونکہ
ہر بیان کے لیے علیحدہ علیحدہ عنوان قائم کئے ہیں۔ کفر و شرک کی باتوں کے
بیان کے بعد ہی دوسرا عنوان (بدعتوں اور بُری رسموں اور باتوں کا بیان)
مستقل انگ قائم کیا ہے اور اس میں قبروں کو طواف اور سجدہ کرنا جہنم و جہنم
کی رسمیں کرنا شمار کیا ہے لہذا اگر علی بخش و عبد الہی وغیرہ نام رکھنا اور یوں کہنا
کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔ شرک و کفر نہ تھا صرف موجب
شرک یا کفار کے اطوار سے ملتا ہوا تھا تو قبر کو سجدہ کرنے اور کفار کی رسمیں
کرنے کی طرح اس کو بھی اسی دوسرے عنوان میں بیان کرتے ہیں یہ عنوان
پر حاشیہ چھ معنی دار۔ لہذا حاشیہ حماقت و جہالت نہیں تو تقاضی صاحب
پر وحی ثنائی ضرور ہے۔

رہبر صاحب کا یہ عذر لنگ کہ ان تین چیزوں کو تشدیداً و تغلیظاً کفر
و شرک میں شمار کیا ہے فی الحقیقت کفر و شرک نہیں غالباً یہ عذر تقاضی صاحب
کی بلا اجازت ہے اس لیے کہ عرف عام میں کفر و شرک کا اطلاق کفر و شرک

حقیقی ہی پر ہوتا ہے لہذا جب کسی چیز کو کفر و شرک کہا جائے گا تو عوام اس کو
مزد کفر و شرک حقیقی ہی سمجھیں گے اور تقاضی صاحب نے تو بہشتی زیور حور توں
بچوں لڑکیوں کے لئے مخصوص کیا ہے لہذا اس مخاطب سے تقاضی صاحب
نے خود معین کر دیا کہ اس بیان میں جتنی باتیں ہیں خواہ تین پہلی ہوں یا تین پچھلی
سب کفر و شرک حقیقی ہیں کیونکہ تقاضی صاحب کو کلمہ الناس علیٰ قدر
عقولہم یاد ہے یعنی لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے کام کرو پھر تقاضی صاحب
اس ہذر کی اجازت کیے دیں گے لہذا تشدد و تغلیظ کا بہانا اور پچھلی پہلی کا
لا تفرقہ مردود ہوا۔ اور اگلی پچھلی سب باتوں کا حکم ایک ہی ہوا اور ان کے
کرنیو اسے تقاضی صاحب کے نزدیک کافر و شرک ہی ہوتے اس تقاضی
کفری شین سے پانچ فیصدی مسلمان بھی کفر و شرک سے نہ بچے العیاذ باللہ
اس مردود تفرقہ کے بعد رہبر صاحب کہتے ہیں کسی کو دور سے پکارنا
اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی سے مراد میں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یہ
تینوں چیزیں فی الحقیقت شرک ہیں اور تمیزوں کو مبردار شرک ثابت کرتے ہیں
اول کے ثبوت میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول
پیش کیا۔

وانسب یاد مرسلین علیہم السلام والوازم الوہیت از علم غیب شنیدن
فزیاد ہر کس دہر جاد قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند۔

ترجمہ۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے لوازم الوہیت علم غیب اور
ہر شخص کی فزیاد ہر جگہ سے سنا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرے۔
اس پر کہا کہ شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی فزیاد کو
ہر جگہ سے سنا یہ لوازم الوہیت میں سے ہے۔ معانی الحدید ص ۶۹۔

بزرگان دین کی عبارتوں سے دھوکہ دینا دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے

اول تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن اوصاف کو لوازم الوہیت سے تحریر
فرماتے ہیں وہ یقیناً ذاتی ہیں اس لئے کہ وصف عطائی کا تو ثبوت ہی خداوند قدوس
کے لئے محال ہے چہ جائیکہ اس کی ذات پاک کو لازم ہو لہذا علم غیب ذاتی اور
سنا اور ذاتی ہی مراد ہوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اسی کی نفی ہوئی لہذا اگر
خداوند قدوس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کی فزیاد ہر جگہ سے اپنے
ارادے اور اختیار سے سنا دے تو یہ کیونکر شرک ہوا۔ کیا دیوبندیوں کے نزدیک
یہ بھی لوازم الوہیت سے ہے۔ دماوند اللہ حق قدودہ حق ہے۔

نیز عبارت مذکورہ میں فزیاد سنا اور وہ بھی ہر شخص کی وہ بھی ہر جگہ سے
ہے اور بہشتی زیور میں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی اس
کو شرک حقیقی کہلائے اسی کے قائل کو کافر و شرک بتایا ہے جو بالعموم ہر اس شخص
کو شامل ہے جو کسی کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اس کو خبر ہو گئی خواہ فزیاد
کرے یا نہ کرے خواہ یہ سمجھے کہ میرے اکیلے ہی کی بات سن لی اسی طرح دور
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارے تو قطعاً
شامل ہے اس کو شاہ صاحب کے قول سے کیا تعلق یہ تو تقاضی صاحب نے
مسلمانان اہل سنت پر کفری شین چلائی ہے وہی اپنے آقا کو یا رسول اللہ
یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے ہیں مگر ہم اس موقع پر ذرا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم
پر بھی نظر کریں دیکھیں تو اس کفری شین کا رخ صحابہ کی طرف تو نہیں ہو گیا۔
حضرت ساریہ سپہ سالار مقام نبیاند میں ایک مہینہ سے زیادہ کی مسافت پر
تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنی دور مدینہ طیبہ سے پکارا اور یہ سمجھا
کہ ان کو خبر ہو گئی جیسی تو فرمایا یا سارہ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف
متوجہ ہو لہذا فارقت اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی یہ تقاضی نشانہ کار ہوا اور
یہیں تک بس نہیں تمام مجاہدین صحابہ اسی زد میں ہیں۔ امام داقدی اپنے

مناری اور ابن سعد اپنے طبقات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شعائر الصحابة رضی اللہ عنہم فی حدود یا احمداء یا احمداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار تھا کہ وہ اپنی لڑائیوں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے لہذا سب اسی نام میں ہوتے اور کیوں نہ ہوں صحابہ کرام کے غلام اہل سنت انہیں کا نام پکڑتے ہوئے ہیں انہیں کے قدم بہ قدم ہیں لہذا جن افعال کی بنا پر اہل سنت کو کافر و مشرک کہا جائے گا وہ وہی افعال ہونگے جو صحابہ کرام سے ثابت ہیں لہذا دیوبندیوں کا کفر و مشرک صحابہ کرام پر ہی ضرور پہنچے گا۔ رہبر صاحب اس کے بعد کسی سے مراد مانگنا۔ مشرک حقیقی ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں اے بی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا اور اس بنا پر اس سے مرادیں مانگنا بھی مشرک ہے۔ مقام الحدید ص ۶۱

اس پر کچھ عبارتیں نقل کی ہیں مگر یہ دیوبندی مکاری اور فریب کاری ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا یقیناً مشرک ہے اس پر عبارتیں نقل کرنے کی کیا حاجت ہے یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مگر بہشتی زیور میں تو کسی سے مرادیں مانگنا عام ہے مستقل حاجت روا سمجھنے کی قید نہیں مستقل حاجت روا سمجھنا یا حسن۔ الکی دی ہوئی قدرت مانے۔ دونوں صورتوں کو شال ہے۔ ایسی پچہ کاری اگر ہے تو مرادیں مانگنے کی کیا تخصیص ہے۔ بی بی سے روئی اور پانی مانگنا دیوبند کے مدرسہ کے لیے چند مانگنا بھی مشرک حقیقی ہوا۔ کیا علماء دیوبند کے نزدیک کسی کو مستقل حاجت روا سمجھ کر چند مانگنا مشرک حقیقی نہیں ہے۔ مستقل حاجت روا سمجھنے کا مسلمانوں پر اتہام ہے۔ مسلمان انبیاء و اولیاء سے جو مرادیں مانگتے ہیں تو ان کو مستقل حاجت روا ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی دی ہوئی قدرت مانتے ہیں اور دیوبندیوں کے ایمان میں اسی کو مشرک لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویت الایمان ص ۷ دیوبندیوں آنکھیں کھول کر تقویت الایمان کو دیکھو حسد کی دی ہوئی طاقت ماننا بھی مشرک لکھا ہے۔ یعنی جو مسلمان اللہ کی دی ہوئی قدرت مان کر انبیاء و اولیاء سے مرادیں مانگتے ہیں ان سب پر کفر و مشرک کی بارش ہے اور مشرک بھی رہبر صاحب کا تسلیم کردہ حقیقی پھر اس کے خلاف بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب کیسے گڑھتے ہو کیا تقویت الایمان سے توبہ کر لی ہے اگر ایسا ہے تو تقاضی صاحب سے اعلان کرادو۔

تیسرے کسی کے سامنے جھکنا اس کو بھی رہبر صاحب مشرک حقیقی ثابت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے ہی جذبہ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے جھکنا یہ بھی مشرک ہے کیونکہ عبودیت محض عبودیت حقیقی کا حق ہے۔ مقام الحدید ص ۶۱۔ دیوبندیوں کہیں تو خدا لگتی کہہ دو کیا بہشتی زیور میں جذبہ عبودیت کے ماتحت کی قید ہے۔ کیا تقاضی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عبادت کے لیے کسی کے سامنے جھکنا اگر ہے تو کہاں اور اگر نہیں تو جذبہ عبودیت کہہ کر سے آیا۔ ایسے دم چلے گا کہ تو ہر فعل مشرک ہو جائے گا کیا جذبہ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے کھڑا ہونا مشرک نہیں، بیٹھنا مشرک نہیں، لیٹنا مشرک نہیں کیا یہ سب افعال تمہارے نزدیک جذبہ عبودیت کے ماتحت ایمان ہیں اگر ہیں تو تقاضی صاحب سے فتوے شائع کرادو۔ اگر نہیں تو صرف جھکنے کی تخصیص کیوں، ذرا تو شرعاً اور سنی مسلمانوں کو مشرک کا فرمانے سے باز آؤ۔

رہبر صاحب نے اس نمبر میں بھی آنچہ انسان کی کند بوزینہ نیز کے ماتحت قتال کی ہے اور دیوبندی تہذیب کے خوب جوہر دکھاتے ہیں کہتے ہیں۔ معترض صاحب اس دشمن اسلام کے منہ میں لگام دیں جو حضرات علماء دیوبند و علماء

ذوہ المسلمان کے متعلق اپنی رسیوں تحریروں میں یہ لکھ گیا ہے۔ یہ سب کا ذرا ان کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر پھر جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معترض صاحب بتائیں کیا اس کفری فتوے کی رو سے ایک فیصدی بھی مسلمان رہتا ہے۔ **مقاصع الحدید ص ۶۸**۔ اس کے آگے اور بڑی چمک دار دیوبندی تہذیب ہے۔

دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہیں کذب و افتراء ان کی روحانی غذا ہے۔ مکاری عیاری ان کا ایمانی نور ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء دیوبند و تمام علماء ہند پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان چند بددین مثلاً قانوی، گنگوہی، انیسوی، قادیانی، مرتدین جن کے کفریات آفتاب خیزوں کی طرح روشن ہیں حکم قرآنی سنایا فتوے کفر دیا ان کے انہیں اقوال طعون پر علماء حرمین طہیین نے بالاتفاق فتوے کفر و ارتداد دیا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ کافر ہیں۔ ہوشخص ان کے اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ ان کی حمایت کرے وہ بھی کافر ہے اور واقعی یہ حکم شرعی حق ہے لاجل ہے ہر مسلمان کا اس پر عمل مزوری ہے کہ ان کے کفری قول پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر جانے یوں نہیں جیسا کہ تم دجالی کرتے ہو کہ جو مسلمان محض ان مرتدین کی ظاہری صورت جیہ دوستار لمبی داڑھی دیکھ کر غلط گوئی سن کر مسلمان سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ بددینو یہ اعلیٰ حضرت نے یا کسی سنی عالم نے کہاں لکھا ہے کہ جو شخص ان مرتدین کے کفری اقوال سے بے خبر ہو اور ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ شخص جس کو ان کے اقوال کفریہ پر اطلاع نہیں ناواقف ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھتا ہے وہ قطعاً بے قصور ہے اس کے لئے یہ حکم کسی عالم نے ہرگز ہرگز نہیں دیا۔ تم میں اگر ذرہ کے کوڑے دس حصہ کے برابر بھی شرم و حیا ہے تو ثابت کر دو چونکہ قانوی وغیرہ کے اقوال خبیثہ کفر لینی

قطعی ہیں ان اقوال پر حکم کفر ہے جو ان اقوال خبیثہ سے متفق ہو اس پر حکم کفر ہے۔ لہذا کفر کی صورت یہ ہے جو تم نے اختیار کی ہے کہ حفظ الایمان۔ برائین مت اطعہ، تحذیر الناس کی وہ کفری عبارتیں دیکھتے ہوئے جاتے ہوئے کہ واقعی ان عبارتوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے پھر بھی ان خبیثا کا دامن نہیں چھوڑتے اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان مرتدین کی حمایت کرتے ہو ایسی صورت میں تم پر حکم کفر ضرور ہے اور یہ کوئی نیا حکم نہیں اس پر تو خود دیوبندی رہبر صاحب نے نمبر ۲۶ میں اجماع نقل کیا ہے مگر اس حکم میں ناواقف مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا یہ تمہاری دجالی مکاری فریب کاری ہے۔ والیہذا باللہ لہذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے حسام الحرمین کی بنا پر ساری دنیا کے تمام مسلمان مسلمان ہی ہیں۔ البتہ تمہارے قانوی، گنگوہی، انیسوی وغیرہ ساٹھے تین مرتدین ضرور ضرور کافر ہیں۔ مگر تم ان کے کفریات پر مطلع ہو کر سمجھ کر جان کر ان کا دامن تمام کر برضا و رغبت خود بخود ان کے پیچھے جہنم میں جا رہے ہو اس میں اعلیٰ حضرت یا دوسرے علماء اہل سنت کا کیا قصور ہے مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم غیب
بچوں پاگلوں اور لڑکوں جیسا ہے۔

۲۸۔ دیوبندیوں کے
پیشوا مولوی اشرف علی
صاحب قانوی نے

اپنی کتاب حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ قانوی صاحب کی وہ گندی عبارت یہ ہے۔ پھر کیہ آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مہر و مجنون بلکہ جمیع حیوانات

وہیام کے لئے بھی حاصل ہے۔ چار سطر بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔
اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی
سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۰۔

اس عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین متیقن بالکل
ظاہر بلکہ اظہر ہے۔ دین و دیانت کا مقضایہ تھا کہ توبہ کرے اس سے باز
آئے مگر سخن پروردی شخصیت پرستی کا براہ جو جس کی وجہ سے تقاضی صاحب
اختار الناس علی النار کے عامل ہوتے اور اس کفر صریح کو ایمان بنانے کی
فکرمیں پڑ گئے۔ پچاس برس کا زمانہ گذرا خود تقاضی صاحب کو کشش کر
رہے ہیں، ساری ذریت لپٹ رہی ہے۔ دانتوں کو پسینہ آ رہا ہے مگر آج
نیک اس کفری عبارت میں کوئی بعید سے بعید پہلو بھی ایمان کا نہ نکال سکے
رہبر صاحب بھی بچارے خوش عقیدگی کے مارے اسٹھے بہت عجز و فکر کیا کہ کسی
طرح یہ کفری عبارت ایمان بن جائے مگر ص ۸۰

ایں خیال است و حال است و جنوں
ناچار اپنی خوش اعتقادی کے جذبہ میں جو کچھ تقاضی صاحب اور
ان کے اذتاب سے سنا سنا یا تھا لکھ مارا۔ کہتے ہیں کہ۔

رضاخانی امت کا یہ ایک نہایت مشہور اور پرانا افترا ہے جس کی بنیاد
صرف اس پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا علم غیب کا لفظ آیا ہے۔
اس سے یہ مغزئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لیتے ہیں۔
اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مراد نہیں بلکہ
مطلق بعض علم غیب مراد ہے۔ جیسا کہ خود حفظ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت کا
اول و آخر اس کی شہادت دے رہا ہے۔ نیز مصنف حفظ الایمان حضرت
حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب بسط البیان میں اس کی تصریح فرمادی۔

ناظرین کرام حفظ الایمان کے ساتھ بسط البیان ملاحظہ فرمائیں رضانیوں کی افترا
پر دوازی کا حال خود بخود مشکف ہو جائے گا۔ مقاصح الحدید ص ۹۹۔

حفظ الایمان کی یہ عبارت کوئی جرمنی یا فرانسیسی چینی یا جاپانی زبان نہیں ہے
جس کی مراد مطلب سمجھنے کے لئے کوئی دشواری جو۔ تقاضی صاحب کے اشارات
و کنایات معہ وہیلیاں نہیں ہیں جو تھان پر جا کر پوچھے جائیں صاف و صریح معنی اردو
ہے۔ ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد باسانی خوب سمجھتا ہے۔ کہ
اس عبارت میں تقاضی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور
کل غیب۔ دوسری قسم کو تو حضور کے لئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے
لئے غیر مستناہی کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہو گئی تو صرف پہلی قسم بعض
علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے
اسی کو کہہ کر کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا
علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و عجمی بلکہ ہر حرب و نوز کو بھی حاصل ہے لہذا لفظ
ایسا علم غیب سے حضور ہی کا علم مراد ہوا اور تقاضی صاحب نے حضور ہی کے
علم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی لہذا تقاضی صاحب یا انکے
اذتاب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب
مراد ہے۔ یہ اس غیث عبارت کی توجیہ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس عبارت
میں علم غیب کی صرف دو ہی قسمیں ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ یہ تیسری قسم
مطلق بعض علم غیب کس تھان سے آگئی جو حفظ الایمان چھپنے کے بیویں برس بعد
تقاضی مراد بتائی جاتی ہے۔ عبارت میں تو اب تک بھی کہیں اس کا نام و نشان
نہیں لہذا تقاضی صاحب مطلق بعض علم غیب مراد لینے میں تپہ دلاور ست و
زورے کہ کف چراغ دارد کے مصداق ہیں یہ تقاضی چوری اور اس پر
سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا اول و آخر ہی نہیں بلکہ پوری عبارت

یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شروع ہی میں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر تقاضی صاحب نے زید سے پوچھا تو کس کے علم غیب کو حضور ہی کے اور کہا بقول زید اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ تقاضی صاحب مع اپنے اذتاب کے بتائیں کہ اس عبارت میں زید سے کس کا علم پوچھا ہے اپنا یا اپنے اذتاب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے لہذا حضور ہی کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ بعض غیب یا کل غیب تو خود ہی بعد میں غفلت و غفلت باطل کر دیا۔ اب رہ گیا بعض غیب تو یہ بعض کس کا علم رہا۔ تقاضی صاحب کا یا اذتاب کا زید کا کہو کسی کا نہیں ان سے کیا تعلق ان کا علم غیب دریافت ہی کب کیا تھا۔ دریافت تو صرف حضور کا علم غیب کیا تھا اسی کی دو قسمیں کی ہیں لہذا بعض علم غیب سے حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اسی کو تقاضی صاحب فرماتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کیا تخصیص ہے۔ اس عبارت میں بعض علوم غیبیہ سے کس کا علم غیب مراد لیا ہے تقاضی صاحب کا یا اذتاب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب مراد ہے لہذا حضور ہی کے علم غیب کو کہا۔ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید حمود بلکہ ہر موصی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے لہذا اب لفظ ایسا علم غیب سے نہ تقاضی کا علم غیب مراد ہو سکتا ہے نہ اذتاب کا نہ زید کا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو پاگوں جانوروں کی طرح بتایا۔ لہذا اول سے آخر تک پوری عبارت نے شہادت دی کہ لفظ ایسا علم غیب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ اور

تقاضی صاحب نے حضور ہی کے علم غیب کو پاگوں، جانوروں کا سا بتایا جس میں حضور کی سمت ترین قرین ہے اور یہ کفر خاص ہے اور تقاضی صاحب اپنے اس کفری قول کی بنا پر کافر مرتد ہو گئے باوجود اس کے تقاضی صاحب کا اپنی بسط النبان میں یہ گھنایہ غیبت مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور گھنایہ درگزر میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا اور جو شخص ایسا محتجب رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحت یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ وہ تکذیب کرتا ہے بصوص قطعہ کی اور تحقیق کرتا ہے۔

حضور سرور کائنات محمد بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تقاضی صاحب کا سفید جھوٹ اور اقراری کفر اور خود اپنے اوپر کفر کا فتوے دینا ہے کیونکہ تقاضی صاحب کی حفظ الایمان میں وہ عبارت اب تک موجود ہے جس کو بسط النبان میں کفر کہتے ہیں۔ جس سے صراحتہ حضور کی توہین ثابت ہے اب تک اس نے توبہ نہیں کی۔ تو بسط النبان میں صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیا اس سے وہ توہین رسول تعریف بن جائے گی۔ یا یہ قول توبہ بن کر اس جرم توہین کو دفع کر دیگا۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی اجازت ملے کہ تقاضی صاحب کو خوب کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں جب اذتاب تملائیں تو کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو بہت برا سمجھتا ہوں اور پھر وہی کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں۔ کیا اس کے لئے امت تقاضی تیار ہے اگر ہے تو تقاضی صاحب سے اعلان کراؤ۔ اور اگر نہیں تو حضور کی شان میں ایسی صریح گستاخی کے باوجود تقاضی صاحب کا حرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کس طرح کافی ہو سکتا ہے اور وہ حفظ الایمان کا کفر کیوں کو دفع ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندیوں کے نزدیک بعد میں اتنا کہہ دینے سے توبہ نہیں ہوتی تو کم از کم مولوی شکر اللہ صاحب

مبارکپوری تقاضی صاحب کو صرف وہی حفظ الایمان کے الفاظ کہنے پر کیلئے تیار ہو جائیں کہ پھر یہ کہ تقاضی صاحب کی ذات بابرکات پر علم کا حکم کیا جانا بقول منظور اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تقاضی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر جہی و بمنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایک بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر اس پر تقاضی صاحب کا عقاب ہو یا کوئی دیوبندی تلمذائے تمولوی شکر اللہ صاحب فوراً اس سے کہہ دیں کہ مفتری ہے۔ ایسا علم سے تقاضی صاحب کا علم شریف مراد لیتا ہے۔ ایسا علم سے مراد تقاضی صاحب کا علم ہرگز نہیں بلکہ مطلق بعض علم مراد ہے عبارت کا اول و آخر اس پر دلیل ہے یہ بھی کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو امت تقاضیہ سے خارج سمجھتا ہوں اور بھی جس قدر توجہیں حفظ الایمان کی عبارت میں دیوبندی کر سکتے ہیں وہ سب اس میں جاری ہیں تو کیا مولوی شکر اللہ صاحب اس کے لئے تیار ہیں اور چھوڑ کر شائع کر سکتے ہیں۔ عا شاد کلا یہ تو خواب میں بھی نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کیا تو تقاضی صاحب کی شان میں گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی لفظ حضور کی شان میں گستاخی کیوں نہیں۔ تو یہ تقاضی حقیقت کا نشہ اور محمدی عداوت کا خمار ہے جس میں یہ سوچتا ہی نہیں کہ جو الفاظ صاحب نے حضور کے لئے استعمال کئے ہیں بعینہ وہی الفاظ تقاضی صاحب کے لئے بونا گستاخی ہے تو حضور کے لئے گستاخی کیوں نہیں کیا تقاضی صاحب کی شان حضور سے بڑھی ہوئی ہے۔

دیوبندیو! آنکھیں کھولو اللہ رسول کے گستاخوں کا دامن چھوڑو تو بے کار و داغہ کھلا ہوا ہے۔ زندگی میں مہلت ہے باز آؤ تو بے کرد۔ اگر تم واقعی تقاضی صاحب کے غیر خواہ ہو تو ان سے بھی توبہ کرو ورنہ یاد رکھو چھٹا کہ کہا کرو گے

فَنَسَبُوا إِلَيْهِمْ كِبَارَاتٍ بَدَأُوا بِهَا. اور لا حاصل ہوگا۔ کچھ بھی نہ سنا جائے گا۔ مسلمانو! غور سے سنو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا اور اتنا دیا کہ حسب تصریح سلف صالحین آپ پر غیب کے دروازے کھول دیئے مگر پھر بھی صحیح یہ ہے کہ حضور کو عالم الغیب نہ کہنا چاہیئے اگرچہ آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی تحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جس طرح لفظ رحمن جس کے معنی یہ ہیں (مہربان نہایت رحم والا) اس کا اطلاق حضور پر جائز نہیں اگرچہ حضور بلاشبہ بہت رحم والے ہیں اسی وجہ سے آپ کو قرآن مجید میں دُؤف دو حیدر و دحیۃ للعالمین فرمایا ہے مگر لفظی خصوصیت کی بنا پر حضور کو رحمن نہیں کہا جاتا اسی طرح عالم الغیب بھی نہ کہنا چاہیئے۔

مگر حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا حضور کو عالم الغیب کہنے میں منحصر نہیں ہے۔ علم غیب کے حکم کی اور بہت سی صورتیں ہیں یوں کہو کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا۔ حضور بطوائف الہی غیب کے عالم میں حضور کو اللہ کا دیا علم غیب ہے۔ وحیہ و غیرہ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا غلط یہی ہے کہ تقاضی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی صحیح نہیں مانتے پہلی دلیل میں بھی علم غیب کے اطلاق کو موہم شرک بتایا اور کہا بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا۔ اس تقاضی انفرادہ و حذو کو اعلیٰ حضرت کے فرمان سے کیا نسبت چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ لہذا رہبر صاحب کی تمام دجالی افترا پروازی معہ شامیہ ص ۶۹ کا فوز ہوئی۔

علامہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہو یا نہ ہو جائز ہو یا نہ ہو مگر حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی

قطعی حجتی جزئی بہر حال ہے۔

کیونکہ ازل تو اس عبارت میں عالم الغیب کا ذکر ہی نہیں علم غیب کے اطلاق کو روکیا ہے اور اگر غیب کو دور کر کے صرف علم ہی کو رکھا جائے۔ جب بھی یقیناً توہین ہے اسی لئے تو مولوی شکر اللہ صاحب تھانوی صاحب کے لئے وہ عبارت جس میں صرف علم ہی سے بولنے کے لئے تیار نہیں وہ جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی قطعی جزئی ہے ایسی کہ بعید سے بعید الجمعے بعد بھی کوئی پہلو ایمان کا نہیں حد ہے کہ خود تھانوی صاحب پچاس برس میں کوئی ایمانی پہلو نہ بتا سکے بہت کوششوں اور بڑی پالباڑیوں سے متقدمین کی انک شہادت کے لئے بسط البنیان میں پھر مذہبی حوکیں کی ہیں۔ احوال السنان و واقعات السنان و جزہ تصانیف علمائے اہل سنت نے اس تھانوی دجالی، مکاری فریب کاری کا وہ پردہ چاک کیا کہ تسہل تک لگا نہ چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ بسط البنیان میں تھانوی صاحب نے اپنے کفر پر خود جسبٹری کر دی ہے لہذا ناظرین کرام احوال السنان و واقعات السنان مصنفہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی بنظر انصاف دیکھیں تو ہدایت پائیں۔ یہ دو کتابیں ہیں جنہوں نے دہن تھانوی پر مہر سکوت لگادی اور تھانوی صاحب کو ہمال و مزون نہ رہی۔ اس کے بعد اذ ناب بھی اچھلے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اس کفری عبارت کو ایمان بنانے میں سخت سخت محنتیں اٹھائیں۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہنگی۔ مولوی عبد الشکور صاحب درہنگا کوری۔ مولوی منظور سنبھلی نے اس کفری عبارت کی بڑی بڑی پرفریب تاویلیں کیں مگر چاروں کی جان توڑ کوشش کا نتیجہ مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر خود انہیں کا اتفاق و اجماع مرکب نکلا کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کی تاویل کو کفر کہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ چاروں کے قول

سے تھانوی صاحب کا فرد مرتد ہیں جس کی تفصیل رسالہ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام مصنفہ حضرت مولانا ابوالمنصور محمد سرور احمد صاحب قبلہ مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم اہل سنت مظہر اسلام بریلی میں مذکور ہے۔ ناظرین رسالہ ہذا کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی دیکھیں عجب نہیں کہ ہدایت پائیں۔ واللہ العادی الی سبیل الرشاد۔

دیوبندیوں کے نزدیک امتی
اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں

۲۹۔ علمائے دیوبند انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان کے اس قدر عادی ہیں کہ جہاں دیکھتے کمالات انبیاء کو گھٹاتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کی طرح کہا جس کی تفصیل ۲۷ میں گزری۔ رہی عملی فضیلت اس کو مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے ختم کر دیا صاف کہہ دیا کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی سادی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس ص ۵۷۔

تھانوی صاحب نے حضور کو علم میں گھٹایا نانوتوی صاحب نے عمل میں گھٹایا دیا لہذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئی۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے رہبر صاحب نے اس کا جواب دیا کہ عبارت میں بظاہر کالغظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں۔ ہمارے علم کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مصنفین کے کلام میں مہم غافل معتبر ہوتا ہے چنانچہ شامی میں ہے۔ مہموم التصفیٰ حجتہ۔ مقام الجدید ص ۷۷۔ دیوبندی چال کا کہیں ٹھکانا ہے ایک ایک چال میں دو دو چالباڑیاں ہیں۔ پہلی چال لہازی تو لفظ بظاہر سے یہ پردہ ڈالنا ہے کہ حقیقت میں برابر ہونا اور بڑھنا مراد نہیں۔ دوسری جملہ سازی یہ کہ علامہ شامی کو اپنے علم میں شمار کر دیا۔

اس سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی دیوبندی
 بھڑی پرست اپنی پالبازی سے سنی بننا چاہتے ہیں یہ خبر نہیں کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ
 نے بخدی اور بخدی پرستوں کے جو اس کام بیان فرماتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ
 بخدی اور بخدی پرست علامہ کے نزدیک مرتد ہیں جس کی تفصیل ۲۳ میں گزری لہذا
 علامہ شامی کو اپنے علمائیں شمار کرنا فریب کاری اور علامہ شامی کو روحانی تکلیف دینا
 ہے مفہوم مخالف تصنیفات میں اس وقت معتبر ہوتا ہے کہ عبارت میں اسکا احتمال
 ہو مگر جبکہ خود مصنف کی عبارت ہی انکار کرتی ہو تو ایسی صورت میں مفہوم مخالف مراد
 لینا باطل اور مصنف کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ تحذیر الناس کی زیر بحث عبارت خود
 مفہوم مخالف کا انکار کر رہی ہے۔ ناظرین عبارت کو غور سے دیکھیں۔ انبیا اپنی امت
 سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اس عبارت میں انبیا علیہم
 السلام کی خصوصیت و امتیاز کو حرف علوم میں منحصر کیا ہے۔ یعنی عمل میں انبیا کو
 امت سے کوئی امتیاز نہیں۔ بھی تو کہا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اگر عمل
 میں بھی کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے لہذا معلوم ہوا کہ نافوتوی صاحب کے
 نزدیک انبیا علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے تو اب دیوبندی یہ
 بتائیں کہ انبیا علیہم السلام کا یہ امتیاز حقیقت میں ہے یا ظاہری نظر میں اگر صرف
 ظاہری نظر میں ہے تو امتی حقیقت میں علم و عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے
 اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو حقیقت میں انبیا علیہم السلام کا امتیاز علم ہی
 میں منحصر ہوا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں عمل میں ان کو کوئی امتیاز نہیں
 لہذا مفہوم مخالف ہے کہ عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو
 جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہے حقیقت میں نہیں۔ غلط اور باطل ہے۔
 عبارت کو مسخ کر کے دم کو دینا ہے اس کو علمی روشنی میں یوں واضح کیا جاتے
 لاکہ اس عبارت میں۔ ب کہ انبیا کے صفت امتیاز کو ان کے علوم میں منحصر کیا تو

و حال سے خالی نہیں۔ یہ حقیقتی ہے یا اضافی: اگر حقیقتی ہے تو عبارت کے معنی
 یہ ہونے کہ انبیا علیہم السلام کا امت سے امتیاز حقیقت میں ان کے علوم ہی میں
 منحصر ہے باقی رہے دیگر کمالات خواہ وہ محاسن اخلاق ہوں یا خوبی اعمال۔ خواہ
 معجزات ہوں یا خوارقِ عادت کسی وصف میں بھی حقیقت میں انبیا امت سے ممتاز
 نہیں ان تمام اوصاف میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ
 جاتے ہیں۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ معجزات و خوارقِ عادت میں امتی نبی سے کیسے
 بڑھ سکتا ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ درحقیقت امتی کسی وصف میں نبی کے قریب بھی
 نہیں ہو سکتا بڑائی اور برابری کے خواب دیکھنا درکنار مسلمانوں کا یہی ایمان ہے مگر
 یہ عبارت دیوبندی کی ہے ان کے نزدیک معجزات اور خوارقِ عادت میں ہا دو گرد
 بازی گر بھی انبیا علیہم السلام سے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب
 دیوبی رسالہ منصبِ امامت میں لکھتے ہیں۔ بسیار چیز است کہ ظہور آں از
 مقبولین حتی از قبیلہ خرق عادت شمردن می شود۔ حالانکہ امثال آں افعال بکافرتوں
 و اکمل ازان از باب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔ (منقول از فتاویٰ
 رشیدیہ جلد سوم ص ۲)۔

یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا خرقِ عادت سمجھا
 جاتا ہے حالانکہ ویسے بلکہ ان سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کمال باتیں تو بجا دوگر
 اور طلسم داسے دکھا سکتے ہیں لہذا دیوبندیوں کے نزدیک حقیقتی بھی مراد ہو سکتا
 ہے اور اگر حصر اضافی مراد ہو تو یہ حصر بھی بہ نسبتِ عمل کے ہوگا کیونکہ نافوتوی صاحب
 یہاں علم و عمل ہی میں گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہا الغرض کمالاتِ نفوی
 العقول کل دو کمالات میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا عملی۔ پھر کہا انبیا اور صدیقین کا
 کمال تو کمال علمی ہے اور شہدا اور صالحین کا کمال کمال عملی ہے۔ خود اس عبارت

میں انبیاء کے امتیاز کو علوم میں منحصر کر کے کہا رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں لہذا یہ حصر اضافی بہ نسبت عمل کے ہوا اور معنی یہ ہوتے کہ انبیا اپنی امت سے حرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں عمل میں نہیں اب یہ امتیاز یا تو حقیقت میں ہے یا حرف ظاہری نظر میں ہے اگر حرف ظاہری نظر میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ انبیا کا امتیاز علمی حرف ظاہر میں ہے حقیقت میں علم و عمل دونوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ علم و عمل دونوں میں حقیقت میں امتی بسا اوقات برابر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ حقیقت میں انبیا علیہم السلام علم میں متناز ہیں اور یہ امتیاز حقیقت میں چونکہ بہ نسبت عمل کے علم میں منحصر ہے لہذا عمل میں حقیقت میں امتیاز نہیں ہو سکتا ورنہ حصر اضافی بھی باطل ہو جاتے گا لہذا خواہ حقیقی مراد ہو یا اضافی امتیاز بھی حرف ظاہری نظر میں لیا جائے یا حقیقت میں بہر صورت نبی کو امت پر عمل میں حقیقتاً واقعہ کوئی نفیلت نہ ہوتی اور امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا حقیقت میں واقعہ مراد ہوا۔

پھر برصاحب کا لکھنا لیکن واقعہ ہمیشہ ہی کے اعمال بڑھتے رہتے ہیں۔ سینہ جھوٹ اور سیاہ فریب ہے۔ اس عبارت کی توجہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جودن ہے وہ امتی کے پونے دو لاکھ نمازوں کا نہیں۔ سخت دھوکہ اور نفاق ہے ورنہ ص۔

حال ایمان کا معلوم ہے پس جانے دو

اگر دیوبندیوں کا یہ ایمان ہوتا تو شان رسالت میں دیسی بدگامیاں ہرگز نہ کرتے نہ ایسے بدگاموں کا دامن تھامتے بلکہ ان پر لعنت کر کے الگ ہو جاتے جنہ تمذیر الناس کی اس عبارت نے مہنوم مخالف کے مخالف ہو کر خود ہی اس کو رد کر دیا اور لفظ بظاہر سے وہ قریب نہ چل سکا جو برصاحب نے پلانا چاہا تھا

قواب بظاہر کے یہ معنی ہوتے کہ حقیقت و واقعہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا یہ بالکل ظاہرات ہے اس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں یہ قطعاً بدی امر ہے اس پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں جیسے کہا جاتے کہ بظاہر کل جز سے بڑا ہوتا ہے یعنی یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس پر دلیل تو دلیل تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں تفسیر کبیر کی یہ عبارت قد بخذ فی الامۃ من ہوا طول عمرا و اشد اجتهادا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی ہم بھی امت میں ایسا شخص پاتے ہیں جو نبی سے عمر میں دراز اور کوشش میں زیادہ ہوتا ہے۔ امتی کے عمر اور کوشش میں بڑھنے کا تذکرہ ہے نہ یہاں نبی کے امتیاز کا حصر ہے نہ عمل میں امتی کے بڑھ جانے کا ذکر لہذا اس کو نا تو قوی صاحب کی سند بنانا سند جہل ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبندی اپنا ہم عقیدہ نہ سمجھیں وہ تو دہائی کش ہیں، تفسیر کبیر میں سینکڑوں جگہ دیوبندی عقیدوں کا رد کیا ہے، ان کا کلام تمہارے لیے مفید کب ہو سکتا ہے

دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے

۳۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لیے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں اس کے ثبوت میں مولوی غلیل احمد صاحب اٹلیچی و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شیطان والی عبارت ملاحظہ ہو۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا غر عالم کو خلاف لغوی قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن وحدیث سے) ثابت ہوئی غر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس

سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براین قاطعہ ص ۵۱۔
 المصباح الجدید میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ حملائے دیوبند کے پیشوا انگڑی صاحب
 دانیلی صاحب نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر اسی
 شرک کو شیطان کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا۔ شیطان مردود
 سے ایسی خوش حقیقتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سخت عداوت اسی عداوت
 نے تو عقل کو رخصت کر دیا یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور کے لئے
 شرک خاص ہے وہ شیطان کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث
 سے۔ براین قاطعہ کی یہ شیطان والی عبارت کفر مرتج ہے۔ علمائے حرمین طیبین
 نے اس پر کفر کا فتوے دیا ہے کیونکہ اس عبارت میں حضور کی سخت توہین ہے۔
 مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہمکنی نے اس عبارت کی یہ تاویل کی کہ حضور کے لئے
 جو وسعت علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے مگر مولوی مرتضیٰ
 حسن صاحب نے یہ تاویل کر کے مولوی خلیل احمد صاحب کو پاگل و شرک بنا دیا۔ کیونکہ
 جب ان کے خصم حضور کے لئے علم ذاتی مانتے ہی نہیں تو ان کے مقابلہ میں علم ذاتی
 کی نفی کرنا جنون ہوا۔ اور جب حضور سے علم ذاتی کی نفی کی تو وہی شیطان کیلئے ثابت
 مانا جو شرک ہے لہذا مولوی خلیل احمد صاحب پاگل و شرک ہوئے۔

المصباح الجدید کی اس تنبیہ جلیل پر براین قاطعہ کی عبارت کا فقرہ فقرہ دلیل
 ہے مگر دیوبندی بہر نے اپنی عداوت کے مطابق اس کفر خالص پر بھی پردہ ڈالنے
 کے لئے بڑی پالبازی و بددیانتی کی سفید سفید جھوٹ بھی بولے اور لطف یہ کہ اس
 سب کاروائی کی نسبت المصباح الجدید کی طرف کر کے الٹی لنگا بہا دی آپ کہتے
 ہیں کہ یہ معترض صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ شیطان کے لئے براین قاطعہ میں کسی جگہ
 ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہی سطر کے بعد کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ براین قاطعہ
 میں شیطان کے لئے صرف اسی قدر علم تسلیم کیا گیا ہے جس قدر آپ کے پیشوا

مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس ملعون کے لئے ثابت کیا ہے اور وہ بعض بعض
 مواقع زمین کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس علم کے ثابت
 کرنے کو شرک بتایا ہے وہ ساری زمین کا علم محیط ہے۔ مقاصد الجدید ص ۵۲۔
 پھر آٹھ سطر تک بددیانتی دکھا کر کہا۔ بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید
 جھوٹ ہے کہ حملائے دیوبند نے شیطان کے لئے ساری زمین کا علم نص سے
 ثابت مانا۔ مقاصد الجدید ص ۵۳

دیوبندی بہر نے یوں تو ساری کتاب میں اسی قسم کی پالبازی فریب کاری
 افزا پروازی سے کام لیا ہے مگر اس اخیر نمبر میں تو باب اول کی تمام دیوبندی
 دین و دیانت ختم کر دی۔ ایک دین وہ بہتان عظیم ہیں جو حملائے اہل سنت خصوصاً
 مصنف المصباح الجدید حضرت استاد محترم قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبدالمصیح
 صاحب مصنف الوارث طبع کی طرف منسوب کئے مگر کہیں بہتانوں افزا پروازیوں
 سے کفر اسلام ہو سکتا ہے یا وجود ان فریب کاریوں کے جو بغیر انصاف دیکھے گا پکار
 اٹھے گا کہ براین قاطعہ کی یہ عبارت کفر مرتج ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین
 بالیقین ہے۔ المصباح الجدید کا فرزان حق و بجا ہے۔ اس کے جواب میں دیوبندی بہر
 نے جو کچھ کہا وہ فریب کاری ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ہی پیش کر
 دوں۔ ناظرین کرام عذر سے نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں نے میلاد شریف
 کے ناجائز و حرام شرک و کفر ہونے کے فتوے شائع کئے تھے اور شرک و
 بدعت کا بڑا شور مچایا تھا اس وقت حضرت مولانا عبدالمصیح صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
 دیوبندی فتنوں کے رد میں الوارث طبع لکھی اس بحث کی ابتدا مولوی عبدالمجبار
 عمرپوری کے فتوے کی اس عبارت سے ہے۔

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے

یہی شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدائے تعالیٰ ہے۔ اللہ بھانے نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

یہ دیوبندیوں کی مجنونانہ بڑبھٹی کہاں تشریف لانا کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ ان دونوں میں کیا تعلق تشریف لانا تو مخلوق ہی کا خاصہ ہے۔ مگر مولانا عبدالمسیح صاحب نے اس سے چشم پوشی فرما کر دو طرح اس کا رد کیا۔ ایک یہ کہ میلاد شریف کی چند مجلسوں میں تشریف لانا اور کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ دوسرے یہ کہ ہر جگہ موجود ہونا خدائے تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں اس لیے کہ حضرت ملک الموت ساری دنیا میں ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔ ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں دنیا ان کے آگے بٹل چھوٹے سے خزان کے کر دی ہے وہ تو مقرب فرشتے ہیں شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قدرت دی ہے۔ اس پر علامہ شامی کا یہ قول نقل کیا۔ و اقدرہ علی ذلک کہا اقدر مملک الموت علی نظیر ذلک۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہوجانے پر قادر کر دیا ہے۔

اس کے بعد محسوسات کی مثال بیان فرمائی کہ جو شخص تمام دنیا کی سیر کرے جہاں جائے گا آفتاب و مہتاب کو موجود پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ چاند سورج ہر جگہ موجود ہیں تو دیوبندی فتوے سے لازم آتا ہے کہ وہ مشرک ہو جائے حالانکہ وہ خاصہ مسلمان ہے پھر مثال دے کر فرمایا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام توپیں آسمان پر مقام عِلّیین میں موجود ہے۔ اگر وہاں سے آپ کی نظر کل زمین یا زمین کے بعض مقامات پر جائے اور ترشح اذکار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے شل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال کیا بعید ہے اس پر علامہ زرقانی کی تشریح مواہب لدنیہ شریف سے یہ عبارت پیش کی۔

لأن الشمس فی وسط السماء ولزها یغشی البلاد مشارقا ومغربا

کالبد من حیث النفت رأیتہ ۱۰ یهدی الی عینک نور اناناقا

یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند کہ جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخشنے گا (اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی جلوہ سمجھو اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہ کی میزان شریفیہ الکبرے کی یہ عبارت پیش کی قد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس مرسى وغیرہا انہم کانوا یقولون لو احجبت رومیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما اعدنا الفسنا من جملة السلیین دیکھئے ابو الحسن شاذلی وغیرہ اویا فرماتے ہیں اگر ایک پلک چھپکنے کے برابر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہی۔ اب دیکھئے یہ اویا اللہ ان مفتی صاحبان (دیوبندیوں) کے نزدیک کس حکم میں داخل ہوں گے۔

الزوار ساطعہ بربرابن قاطعہ ۵۲، ۵۱۔

خلاصہ یہ کہ دیوبندی مفتی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضرت کے تشریف لانے کا اعتقاد شرک بتایا اور ہر جگہ موجود ہونا خاصہ خداوند کہا۔ غیر خدا کے لیے یہ صفت ماننا شر بتایا۔ مولانا عبدالمسیح صاحب نے اسی کا رد کیا کہ یہ اعتقاد شرک نہیں نہ یہ خاصہ خداوندی ہے کیونکہ ملک الموت حتیٰ کہ سفیطان لعین کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دی ہے۔ آفتاب و مہتاب ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی جلوہ سے شل آفتاب و مہتاب کے میلاد شریف کی مجلسوں میں جلوہ گر ہوں تو یہ نہ محال ہے نہ بعید۔

دیوبندی فتوے کا یہ ایسا بیخ رو ہے کہ قیامت تک جواب ناممکن ہے کیونکہ جو چیز ممکن ہے اس کا شرک ہونا محال ہے مگر ہٹ دھرمی کا براہو کہ مولوی غلیل احمد انبیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے دیوبندی مفتی کی بات بنانے اور مولانا عبدالمسیح صاحب کا رد کرنے کے لیے براہین قاطعہ میں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ خود ہی یہ کفری

عبارت بیان کی۔ اہل صل مؤثر کرنا چاہئے کہ شیطان ملک الموت کا حال درک کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف خصوص قطعیہ (قرآن وحدیث) کے با دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے جس سے تمام خصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

ناظرین کرام دیوبندی فتوے اور صاحب الزار ساطعہ کے قول کو نظر میں رکھ کر براہین قاطعہ کی اس عبارت کو انصاف سے دیکھیں، صاحب الزار نے شیطان و ملک الموت کا کیا حال دیکھا ہے یہی دیکھا ہے کہ ملک الموت ساری دنیا کو ہر وقت برابر دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا ان کے سامنے مثل چھوٹے غران کے ہے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ شیطان جہاں جہاں انسان جاتا ہے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ انسان خواہ خشکی میں ہو یا تری میں ہو پانی کے اندر ہو یا باہر زمین پر ہو یا ہوا میں جگلوں میں ہو یا پہاڑوں میں ہر جگہ شیطان اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ساری زمین میں ہر جگہ جب شیطان موجود ہوتا ہے تو شیطان کو ساری زمین کا علم بھی ہوا اسی کو براہین قاطعہ میں تسلیم کیا ہے اور اسی ساری زمین کے علم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی پھر دیوبندی رہبر کا یوں کہنا کہ شیطان کے لئے براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا سفید جھوٹ نمبر ۱ ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ شیطان کے لئے جو علم تسلیم کیا ہے وہ محض بعض مواقع زمین کا علم ہے۔ دیوبندی کا یہ جھوٹ نمبر ۲ ہوا۔

پھر یہ کہنا کہ ہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند نے شیطان کے لئے ساری زمین کا علم نفس سے ثابت مانا رہبر صاحب کا یہ سیاہ سچ جو شمار میں نمبر ۳ ہوا۔

معلوم شیطان کے موجود ہونے کے وہ بعض مواقع دیوبند اور بہار پور ہی میں یا گنگوہ اور قلعہ جہون میں داخل ہیں۔ مسلمانوں کو مذکورہ علمائے دیوبند نے یہ وسعت علم شیطان و ملک الموت کے لئے بلا چون چرا نفس سے ثابت مانی اور کہیں شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ مگر بد حقیقت کی رنگ جو اچھی تو اسی کو حضور کے لئے شرک بتا دیا اور کہہ دیا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے کہ تمام نفوس کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے کئی صراحت ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان کے لئے مانا ہے اسی کا حضور کے لئے انکار ہے اور وہ یقیناً علم عطائی ہے لہذا حضور سے علم عطائی کی وسعت کی ہی نفی کی حضور کے علم عطائی ہی کو شرک کہا مگر دیوبندی رہبر یہاں بھی چال بازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسری بددیانتی معترض صاحب نے یہ کی ہے کہ منقولہ بالا عبارت کے بعد اسی براہین میں یہ تصریح تھی کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جب سلا حقیقہ ہے۔ معترض نے ازراہ خیانت اس فقرہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا حالانکہ اس سے یہ بات باطل صاف ہو جاتی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ متابع ص ۴۷۔

رہبر صاحب آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس عبارت میں ذاتی عطائی کا مقابل ہے جو فرق کرنے لگے۔ اس کے بعد والی عبارت سے تو دھوکا نہیں لگا۔ وہ یہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق قائلے اطلاع دے کہ حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ براہین قاطعہ ص ۵۵۔ خبردار ہوشیار اس سے دھوکہ نہ کھانا اس میں ساری زمین کا علم عطائی کہیں نہیں ہے نہ محیط زمین کا تذکرہ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے دیوبند یا بہار پور سے جلسہ کی خبر دے کہ قانوی صاحب کو بلایا گیا اس سے قانوی صاحب کو ساری

زمین کا علم ہو گیا لہذا صاحبِ براہین کے نزدیک ساری زمین کا علم عطائی حضور کیلئے ماننا شرک ہی رہا اور اگر لفظ ذاتی سے دھوکہ کھایا ہو تو پھر ہوش سنبھال کر سنو ذاتی جس طرح عطائی کا مقابل ہوتا ہے اسی طرح ذاتی مجازی کا مقابل ہے جب عطائی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی ہوتے ہیں بغیر عطائے الہی اور جب مجازی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کا موصوف حقیقتہً اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ اگرچہ وہ صفت عطائی ہو۔ ذاتی کے یہ معنی عرف عام و خاص سب میں مستعمل ہیں۔ تم خود کہا کرتے ہو یہ چیز ہماری ذاتی ہے کیا اس کے معنی یہ لیے ہو بغیر خدا کے دیئے اور چھینکے ہوئے پتھر کی حرکت کو تمام عقلا نے ذاتی شمار کیا ہے۔ کیا وہ بغیر عطائے الہی ہے ہوش سنبھال کر کہنا کیونکہ پتھر کو خود تم نے چھینکا ہے اور اس کی حرکت کا خالق اللہ ہے مگر پھر اس کی حرکت ذاتی ہے اسی معنی کے لحاظ سے کہ پتھر حقیقتہً حرکت کے ساتھ موصوف ہے وہی معنی ذاتی کے براہین قاطعہ کی اس عبارت میں ہیں یعنی یہ بحث اس صورت میں ہے کہ جس طرح خدا کے دیئے سے ساری زمین کا علم شیطان کو ہے اور وہ حقیقتہً اس علم سے متصف ہے اور نفس سے ثابت ہے اسی طرح اگر ساری زمین کا علم خدا کا دیا ہوا حضور کو مانا جائے اور حضور حقیقتہً اس صفت علم سے متصف ہوں تو بوجہ اختلاف مضمون قطعاً کے شرک خالص ہے۔ ذاتی ایسے ہی معنی سے کہ مولوی قاسم صاحب ہانی مدرسہ دیوبند نے اپنی تحذیر الناس میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بالذات لکھا ہے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت کو تصور فرماتے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔

تحذیر الناس ص ۳۔

اگر بالذات کے معنی بغیر عطائے الہی لیے جائیں تو لازم آئے گا کہ مولوی قاسم صاحب حضور کی نبوت بغیر خدا کے دیئے مانتے تھے جو شرک خالص ہے

ذاتی کے اس معنی پر خود اسی عبارت کی اشارۃً انص و دلیل ہے کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ ہے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے۔ عوام سنی جن کو دیوبندی نے جہلا کہا ہے سب حضور کیلئے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتے ہیں سب کا ایمان یہی ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا آپ کی تمام صفات اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ وہ کون سے جہلا ہیں جو بغیر خدا کے دیئے حضور کو علم مانتے ہیں وہ دیوبند کے جہلا ہیں یا سہارن پور کے، گنگوہ کے جہلا ہیں یا قانہ بھون کے ذرا بتاؤ تو بھجواؤ تو ثابت تو کرو۔ ہر مسلمان خواہ کیسا ہی بے علم ہو حضور کے لیے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتا ہے لہذا ذاتی سے وہی علم مراد ہوا جو عوام کا عقیدہ ہے اور عوام کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور کو ساری زمین کا ساری کائنات کا علم عطائی ہے حضور حقیقتہً اس سے متصف ہیں لہذا خود اسی عبارت کی اشارۃً انص سے ثابت ہوا کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے اور عطائی کو مثال ہے اسی علم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی ہے اسی کو ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیے نفس سے ثابت مانا ہے جب اس عبارت کو نظریں لا کر بھی شیطان والی عبارت کے وہی معنی ہوتے جو المصباح المجدید میں بیان فرماتے ہیں تو پھر اس دس سطر بعد والی عبارت کو نظر انداز کرنا بددیانتی کیسے ہوا۔ لہذا اس کو بددیانتی بتانا رہبر صاحب کا بہتان رہا ہوا اور جب اس عبارت کو لے کر بھی حضور سے اسی علم کی نفی ہوئی جو شیطان کے لیے علمائے دیوبند نے نفس سے ثابت مانا ہے تو مقام المجدید میں اس عبارت کو ذکر کر کے دونوں میں فرق بتانا یہ رہبر صاحب کا جھوٹ رہا ہوا۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ جو لوگ ان کفری عبارتوں کی تاویل کرنے چلتے ہیں عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں سوچتا ہے کہ ذاتی کے معنی بغیر عطائے الہی لیا جائے۔ اب یہ مطلب ہو گا کہ یہ بحث بغیر خدا کے دیئے علم کی

وسعت میں ہے تو اول تو یہ سفید جھوٹ ہے اس لیے کہ بحث دیوبندی فتوے سے شروع ہوئی ہے جس میں مفتی نے حضور کی اس صفت عطائی کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر جگہ موجود خدا سے تقاضے ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی واللہ اعلم عبدالجبار عمر پوری برائین قاطعہ ص ۴۷۔

صاحب انوار ساطعہ نے اسی صفت کے عطائے ہونے کا رد کیا ہے اور کہا ہے ہر جگہ موجود ہونے کی صفت اللہ تقاضے نے ملک الموت کو حتیٰ کہ شیطان لعین کو آفتاب و ماہتاب کو بھی عنایت فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی جلوہ گری شرح مواہب لدینہ و میزان شریعتہ المجرب کے حوالہ سے بیان فرمائی کہ کتنی تصریح و تنصیف ہے کہ دیوبندی مفتی عطائی کا انکار کرتا ہے۔

صاحب انوار ساطعہ اسی کا رد کر کے حضور کے لیے عطائی کا اثبات کرتے ہیں مولوی خلیل احمد صاحب انوار ساطعہ کا رد کرتے ہوئے اسی دیوبندی مفتی کی بات کو بتاتے ہیں: صاحب انوار ساطعہ نے حضور کے لیے جو وسعت علم ثابت کی ہے اسی کو مولوی خلیل احمد صاحب نے شیطان کے لیے تو نفس سے ثابت مانا اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شرک خالص بتایا اور کہا غفر مالک کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام خصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے لہذا اس بحث کو علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی پر ڈھالنا سفید جھوٹ ہے ہوا۔ اور اگر بالفرض غلط تسلیم کیا جائے تو بحث علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی میں ہوئی۔ لہذا مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے شیطان ملک الموت کے لیے ہی علم ذاتی بغیر عطائے الہی مانا اور نفس سے ثابت مانا یہ شرک خالص ہے نیز اس تقدیر پر ہر صاحب کی یہ توجیہ کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے آنحضرت کے لیے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ اس کا مطلب بطور مفہوم مخالف جس پر خود ہر صاحب ص ۲۹ میں ایمان لائے ہیں یہ ہوا کہ آدمی یا

پرو حقانی زمین کا ذاتی علم یعنی بغیر عطائے الہی حضور کے لیے ثابت کرنا شرک نہیں کیوں کہ ہر صاحب کہاں ہوا اور پھر اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر بھی ایمان کو ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر بھی غیر خدا کے لیے شرک ہے اس آدمی پرو حقانی زمین کے ذروں کو شمار کر کے تو بتاؤ کہ شرک ہوتے۔ دروغ گورہ حافظ نہا شد۔ آپ پر صادق آیا اور آپ کا جھوٹ مٹ ہوا۔ اور اس تقدیر پر گنگوہی و انیسویں شرک ہوتے۔ یہی وہ قاسم حذاب شدید ہے جس سے پناہ نہ لی اور بہانہ بنانا پڑا کہ یہ چیز بمحض تکفیر سے الگ ہے۔ معترض صاحب اور ان کے برادری کے فہم دار ارکان پہلے اپنی خیانت اور اس کی بنیاد پر جو تکفیر فتوے دیا گیا ہے اس کی غلطی تسلیم کر لیں اس کے بعد جواب دیں گے۔ مقامح الحمید ص ۷۔

کیا خوب باوجود چوری ثابت ہونے کے پہلے چور کو چھوڑ دو اس کے بعد صفائی پیش کریں گے۔ کیا جواب دے سکتے ہو۔ مولوی مرتضیٰ حسن درویشی اور دوسرے دیوبندیوں کی اس توجیہ نے ہمارے گنگوہی و انیسویں دونوں کو شرک کر دیا لہذا اس کو بمحض تکفیر سے الگ بتانا ہر صاحب کا جھوٹ ہے ہوا۔ جس علم کی حضور سے نفی کی ہے اسی علم کو شیطان کے لیے ثابت مانا ہے۔ لہذا اس قول کو حماقت بتانا کھلی حماقت اور ہر صاحب کا جھوٹ ہے ہوا۔

جب دیوبندی فتوے اور اس کے رد انوار ساطعہ اور خود اس کفری عبارت کے ہر ہر فقرے نے حتیٰ کہ تائیدی عبارت نے بھی ثابت کر دیا کہ حضور سے محیط زمین کے علم عطائی کی ہی نفی کی ہے اسی کو حضور کے لیے ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیے نفس سے ثابت مانا ہے تو پھر اس شیطان والی عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ شیطان و ملک الموت کے علم کی اس وسعت کو دیکھ کر جو مولوی عبد السمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کی ہے (اور جو بغیر عطائی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا اور یہ سمجھنا کہ حضور پر کمال داخل

المخلوقات ہیں اس لیے تمام روئے زمین کا علم محیط بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکے ہیں شرک اور خلاف نصوص قطعیہ ہے۔ **مقاصح المہدید ص ۵۷**۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ملے ہوا۔ کیا حضور کے لیے کوئی وصف ثابت کیا جائے وہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وصف دوسروں میں ہے اور چونکہ حضور افضل المخلوقات میں اس لیے یہ وصف بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکے ہیں یہ ہے ولہندی برادری کی جہالت و حماقت اور اس پر دعوے علم۔ اہل ایمان تو یہ کہیں گے کہ چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں، لہذا احمد میں یہ وصف بدرجہ اولیٰ متحقق ہوگا اس مقام پر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب نے شیطان کے ہر جگہ موجود ہونے کے لیے علامہ شامی کا قول پیش کیا تھا۔ گنگوہی انبیسی اور تمام دیوبندی برادری نے اس قول کو شیطان کی وسعت علمی کے دلائل بنالیا نفس گردان لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر اسی انوارِ ساطعہ میں انہی مولانا عبدالمسیح صاحب نے شرح مواہب لدینہ کی عبارت پیش کی۔ میزان شریعتہ الکبریٰ کی عبارت پیش کی اس کو ماننا تو بڑی چیز خلاف نصوص قطعیہ کہہ کر شرک خالص بتا دیا اور وہ نصوص قطعیہ کون سے جن کے خلاف ہونے کی بنا پر شرک بتا دیا یہ کہ مولوی عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں براہین قاطعہ ص ۵۸۔

ان سے عداوت یہ وہ بے اصل قول ہے جس کو حضرت شیخ نے خود اپنی کتاب مدارج النبوت شریف میں رد کیا اور فرمایا این سخن اصلے ندارد۔ اس مردود قول کو روایت بتا کر حدیث بنایا اور نصوص قطعیہ میں شمار کیا۔ مسلمانوں انصاف سے کہنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا نشہ نہیں تو اور کیا ہے اور شیطان علیہ اللعن سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ اگر شیطان کے ساتھ خوش عیتہ کی ہو سکتی ہے تو آپ کے ہزر گوار مولوی عبدالمسیح صاحب کی ہو سکتی ہے

کہ انہوں نے ہی دلائل سے اس ملعون کے علم کی وسعت ثابت کی ہے۔ **مقاصح المہدید ص ۵۷**۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ملا ہوا۔

ان فریبوں اور ہتھالوں کے بعد رہبر صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زمین کی نفی کر کے شیطان کے واسطے ثابت کرنے کے لیے یہ پال چلی اورو پہلے ذرا ہلکے ہلکے کہا کہ یہاں صرف علم زمین میں بحث ہو رہی ہے جس کو نبوت اور رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے اور اپنے علوم غیر کمالیہ اگر انبیاء علیہم السلام کو عطا نہ ہوں اور دوسرے بے کمال لوگوں کو دے دیئے جائیں تو اس پر کوئی مضائقہ نہیں حضور خود فرماتے ہیں انتہی اعلمہ بامورد دنیا ک۔ اپنی ذنیب کی باتیں تم ہی زیادہ جانو اور امام غزالی رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ یعیوزان یحکون عنیر النبی منق الذبی فی علوم لا تقوت نبوتہ علیہا۔ ترجمہ ہو سکتا ہے کہ غیظ نبی کا علم نبی علیہ السلام سے بڑھ جائے ان چیزوں میں جس پر نبوت کا مدار نہ ہو خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی علمی فضیلت ان کے علوم نبوت کی وجہ سے ہے جن میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہو سکتا لیکن دوسرے ناقص علوم جن کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہیں بالخصوص شیطانِ عظم سے ان کا قلب منور پاک ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ پیغمبروں کا علم شیطانِ باقوں کو بھی محیط ہونا چاہیے اور معاذ اللہ علوم شیطنیت میں بھی ان کا دائرہ سب سے وسیع ہونا چاہیے محض شیطانِ دوسرہ ہے جو محض انہیں کو رو مانوں کو ہو سکتا ہے جو علوم شیطنیت اور علوم نبوت میں فرق نہ سمجھتے ہوں اور ان کے نزدیک گلی اور گروہی اور سچر کی ایک قیمت ہو۔ **مقاصح المہدید ص ۵۸**۔

ناظرین غور فرمائیں رہبر صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ علم زمین شان نبوت سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے لہذا یہ علم زمین اگر انبیاء علیہم السلام کو نہ ملے اور دوسرے بے کمال لوگوں کو (شیطان و تعالویٰ گنگوہی)

دیا جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر خلاصہ میں صاف کر دیا کہ علم زمین علم شیطانی اور ناقص
علوم میں ہے جن سے انبیاء کا قلب منہ پاک ہوتا ہے کیونکہ رہبر صاحب پہلے اپنی
بحث کی تفصیل کر چکے ہیں کہ بحث صرف علم زمین میں ہے لہذا خلاصہ میں علم زمین
ہی کو علم شیطانی کہا دیو بندی کی اس جرات پر حیرت ہے کہ اس ناپاک خلاصہ کی
نسبت حدیث و تفسیر کی طرف کر دی یہ دیو بندی رہبر کا بہتان عظیم ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ دیو بندی حدیث و قرآن صرف حضور کے علم و کمالات گھسانے
ہی کے لئے پڑھتے ہیں بھی تو حضور کا یہ فرمان نہ سوجھا۔ حدیث فوضع کفہ بین
کتفی فوجدت بردہا بین ثدی فی علمت ما فی السموات والارض شکوۃ شریف
منہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔
پس میں نے اس کی ٹھنک اپنے سینہ میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر
چیز میان لی پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی و کذلک نری ابراہیم ملکوت
السموات والارض۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو آسمانوں اور
زمین کی بادشاہت۔ نہ حضور کا یہ ارشاد نظر آیا۔ حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا
فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کائننا انظر الی کفی ہذہ
(مواہب لدینہ و طرائف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے
پیش نظر کر دی، پس میں دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک
ہونے والا ہے۔ سب کی طرف ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف اس
مضمون کی سینکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں مذکور ہیں مگر دیو بندی نے چنانچی تو
حدیث انتم اعلم بامور دنیا کے اور لطف یہ کہ تقاضی صاحب کی حمایت
کے لئے تو اپنے حاشیوں کے ایڈیشن تک دکھائیں اور حدیث شریف کی شرح
سے بھی جو اکابر امت و محدثین ملت نے بیان فرمائیں آنکھیں بند کر جائیں یہ تقاضی
حمایت اور محمدی عداوت نہیں تو اور کیا ہے دیو بندی اس حدیث پر اپنے شیطانی

شہ کا جواب سنو جو شفا شریف کی شرح میں موجود ہے۔ قال الشیخ سیدی محمد
السوسی اراد انہ یحملہ علی خدق العوائد فی ذالک الی باب التوکل و
اما هناک فلم یتشلاو افعال انتم عارف بدینا کمد و لو امتثلوا و تخملوا فی
سنة و سنین لکفوا امر هذه المحنة۔ شرح شفا قاضی عیاض للملا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ شیخ سنوسی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو خلاف عوائد براہین بخشنے کرنے
اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور بدلی کی
تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال
اطاعت کرتے اور تلقیح (زکجور کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھنا) نہ کرتے تو انہیں تلقیح
کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔ دیکھایہ ہے حدیث کا مطلب تو حضور نے توکل کی تعلیم فرمائی
تھی مگر جب وہ صبر نہ کر سکے تو ان کے دنیا کے کام ان کے سپرد کر دیئے دیو بندی
نے نیش زنی کر کے حضور سے امور دنیا کے علم کی نفی کی اور پھر اس سے علم زمین کی
نفی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی
حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں۔ انیت معنی آپخہ در بعضے روایات دریں تفسیر
آردہ کہ فرمود انتم اعلم بامور دنیا کے شہادۃ انما ترید بکار ہائے خود یعنی مرا کار سے
والقیاتے بدان نیست والا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانا ترست از ہر درہمہ
کار ہائے دنیا و آخرت اشحت اللمعات منہ۔

یعنی حضور کے فرمان انتم اعلم بامور دنیا کے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے
دنیا کی طرف التفات و توجہ نہیں ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت
کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

مسئلہ: سناتم نے حضور نے خود فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء
جان میں ساری زمین کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ اہیت کہ میرے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے لئے آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت کا شاہد ثابت

اور اسی آیت کے لفظ کذا لک سے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت
 محدثین کرام نے حدیث پر شیطانی شبہ کا جواب دیتے ہوئے حضور کو دنیا و آخرت
 کے تمام علوم میں ساری مخلوق سے زیادہ علم ہونے کی تصریح فرمادی۔ مگر دیوبندی یہ
 نہ آیت کو۔ مابین نہ حدیث سنیں نہ محدثین کے فرمان پر کان و حرس بلکہ حضور کا علم
 گھٹانے اور شیطان کا علم بڑھانے کے لئے یہ چال چلی کہ علم زمین کو علم شیطانی قرار دیا
 علوم شیطانت و علوم نبوت میں یہ فرق دکھایا کہ پہلے کو گوبر اور دوسرے کو گھی بتایا۔
 لہذا برصاحب کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب اور سارے دیوبندی بتائیں کہ
 وہ شیطانی علوم کون کون سے ہیں جو گوبر کی طرح نجس ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم سے تمہارے نزدیک شیطان بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ علوم شان رسالت کے لائق
 نہیں مگر ساتھ ہی اس آیت کے معنی بھی بیان کر دیں ان اللہ یکل شی عسی۔
 اللہ تعالیٰ ہر شے کا عالم ہے۔ یہ بتائیں کہ اس کلیہ میں وہ شیطانی علوم جو تم نے
 اپنے شیطان کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ داخل ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو
 جانتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان علوم میں تمہارا شیطان معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے بھی
 بڑھا ہوا ہے اور بغیر خدا کے دیئے۔ سینے وہ علوم خود حاصل کر لئے ہیں دیوبندی
 کیا اس کے لئے تم علوم ذاتی مانتے ہو شیطان کے لئے علم ذاتی مانتا تمہارے نزدیک
 شرک نہیں خالص توحید ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان علوم کا عالم ہے تو وہ معلوم
 شیطانی اتنے گندے جن کو تم گوبر بتاتے ہو اور نبی کی شان کے لائق نہیں مانتے
 تو وہ گندے علوم خدا کی شان کے لائق کیسے ہوئے کیا تمہارے نزدیک خدا کی شان
 نبی کی شان سے اتنی گھٹی ہوتی ہے کہ گوبر سب نجاستوں کے ساتھ متصف ہوتا
 ہے تمہارے ایمان میں تو لکھا ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے
 چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان ملا بولو کچھ تو بولو کیا بولو گے۔ یہ
 سب نبی کی مداوت کا عذاب ہے۔ کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو

کالوا یعملون۔ عقل کے دشمنوں علم کسی چیز کا گند نہیں ہوتا حتیٰ کہ گندی سے گندی
 بری سے بری چیز کا علم بھی اس کے جہل سے ہزاروں درجہ افضل ہے علم شے بہ از
 جہل شے مسلم ہے۔ البتہ اس گندی چیز کو عمل میں لانا اور کرنا برا ہوتا ہے جیسے ایک
 تو کوٹے کا علم یہ جاننا کہ کو ایک سیاہ پرندہ ہے جس کی گردن کا رنگ سفیدی
 مائل ہوتا ہے نجاست کھانا ہے خبیث جانور ہے۔ قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ
 سے اس کی حرمت ثابت ہے اس کا کھانا حرام ہے اور ایک اس غیث ناپاک ام
 جانہ کا کھانا کوٹے کا یہ علم یقیناً فضیلت رکھتا ہے۔ برا اور گندہ اور ناپاک و حرام
 جو کچھ بھی ہے وہ اس کا کھانا ہے جو مسلمان کی شان کے لائق نہیں نہ کہ اس کے علم ہی کو
 برا بتایا جائے اسی طرح تمام گندی چیزوں کو قیاس کر دو۔ انوار ساطعہ کا یفران کا ہفت
 ناپاک گیہوں میں حضور کے تشریف لانے کا دعویٰ نہیں کرتے حتیٰ وہاں ہے اس سے
 یہ سمجھنا کہ حضور کو ان مقامات کا علم بھی نہیں مانتے یہ نری کو رد مانتی کوڑ مغزی ہے کسی
 جگہ کے علم کے لئے اسی جگہ کے علم کے لئے اسی جگہ جانا کیا ضروری ہے دور سے بھی علم
 ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دور سے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اس پر انوار ساطعہ کو اپنے نظریہ میں
 شامل کرنے سے باز نہ آؤ تو تقاضی صاحب سے پوچھو کہ آپ کو دوزخ کا علم ہے یا
 نہیں اگر نہیں تو ایمان کا دعویٰ کیوں۔ اگر ہے تو کیا دوزخ میں تشریف لے جا چکے
 ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گئے تو نہیں ہیں مگر اپنے کفر سے بغیر توبہ کیے مر گئے تو جا میں گئے
 ضرور۔ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ حسد ام چیزیں بری ہیں یا نہیں اگر کہتے نہیں تو
 وہی گوبر اور گھی والی مثال آپ پر صادق مگر جس نے قرآن پڑھا ہے اسے معلوم
 ہے کہ بے شک بری ہیں وہ بحر الحباثت پھر اگر دیوبندیوں کے طور پر بڑی چیز کا علم
 بھی برا ہوتا ہے اور بری چیزوں کا جاننا شان رسالت کے منافی ہے تو انبیاء علیہم السلام
 کو کیا عورات کا بھی علم نہ تھا۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ سے
 بعض لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر استدلال کیا ہے اس پر امام

مازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منع واروک دیجوزان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم
لاستوقف نبوتہ علیہا۔ ممکن ہے کہ عین نبی پر فوقیت دے جائے علوم نبوت
کے سوا دیگر علوم میں تفسیر کبیر کا یہ قول مانع کے لئے مفید ہو سکتا ہے مگر استدلال کیلئے
مرفوع ممکن ہو تا ہرگز کافی نہیں اور دیوبندی تو اس جگہ مستدل ہیں کیونکہ مولوی
عبدالبار علی پوری دیوبندی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضور کا تشریف لانا شرک
بتایا مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس کا رد کیا۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے
دیوبندی مولوی کی بات بنانے کے لئے وہ شیطان والی عبارت بولی جس کی
حمایت میں رہبر صاحب بھی اچھے تو ایسے کہ نہایت زور کے ساتھ مگر ذرا ترکیب
سے ثابت کیا کہ علم زمین کی وسعت میں علم شیطان کا دائرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑھا ہوا ہے۔ ان کی صحت کی پوری عبارت اس پر دلیل ہے۔

لہذا دیوبندی اس جگہ مستدل ہیں اور تفسیر کبیر کے لفظ بجوز سے نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اپنے شیطان کے علم سے گھٹانے پر استدلال کر رہے
ہیں لہذا اگر بجوز اور ہو سکتا ہے سے دیوبندیوں کے نزدیک استدلال صحیح ہے اور
نتیجہ کی خلیت لازم ہے تو سنو۔

۱۔ بجوز ان یکون المتعاقب مرتد او کل مرتد فی النار فیکون المتعاقب فی النار۔
۲۔ دیجوزان یکون المتعاقب مرتد او کل مرتد واجب القتل فیکون المتعاقب واجب
القتل۔

۳۔ دیجوزان یکون المتعاقب مرتد او کل مرتد جائز ان یکون قروا وخریرا فیکون المتعاقب
قروا وخریرا۔

لہذا دیوبندی پہلے بجوز سے یہ تمام نتیجے نکال کر تعاقب صاحب کی خدمت
میں پیش کر دیں۔ اس کے بعد تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کا نام
میں۔ کہ الذل العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمونہ

پھر اس عبارت تفسیر کبیر سے آپ کا منشا یہ ہے کہ عین نبی حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم سے علم نبوت کے عین میں بڑھ سکتے ہیں اور وہ علم انسانی کمالات نہیں جسکو آپ
نے خود بیان کیا تو بتائیے کہ خضر علیہ السلام کا وہ علم کمال انسانی میں ہے یا نہیں۔
دیوبندی برادری ذرا قرآن مجید پیش نظر رکھ کر جواب دے۔ کیا وہ علم جو انسان
کے کمالات سے نہیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلینہ من لدنا علما اور اسی
کو مرنے علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ اہل قلعین مہا علمت رشدا
اور یہ بتائیے کہ تجویز میں دونوں جانب کا احتمال ہوتا ہے۔ یعنی پایا جائے یا نہ پایا
جائے تو اب دیوبندی برادری بوسے کہ خلاصہ کلام میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا
مطلب ہوا یہی نہ کہ گور بھی بتاتا جاتا ہے پھر حضور کا اس کے ساتھ متعصب ہونا جائز
بھی کہتا ہے یہ ہے دیوبندی خباثت جن کے داعیوں میں گور بھرا ہوتا ہے وہی
ایسا سمجھتے ہیں۔ دلائل ولاقوة الابا اللہ۔

المصباح المہدید دیوبندیوں کے رد میں وہ بے مثل کتاب ہے۔ جو اپنی
آپ ہی نظیر ہے باوجودیکہ نہایت مختصر ہے مگر دیوبندی مذہب کی وہ عریاں تصویر
ہے جس میں ذریت و جالیہ دیوبندی کے تین گندے عقیدے بمنزدار دیوبندیوں
کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے
پر پانچ سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے مگر چار پانچ برس سے آج تک کسی دیوبندی میں
یہ بہت نہ ہوئی کہ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کر کے انہی رقم وصول کرنا اور انشاء اللہ
نقیامت تک بھمت ہو سکے۔

الحمد للہ کہ المصباح المہدید نے دیوبندیوں کو دم بجود کر دیا۔ گورستان
دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔ دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ چھٹے چھٹا سے ہاتھ
نکل رہے ہیں تو اس کے جواب میں مقابح المہدید لکھی جس میں دیوبندی سنت کے
مطابق بڑی بڑی کٹاری، فریب کاری، چال بازی، افزا پر دازی، بہتان طرازی

سے دیوبندی مذہب کی عریاں تصویر کو چھپانے اور اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی
 ناکام کوشش کی اس کے دو باب مقرر کیے پہلے باب میں اپنے تئیں دعائی عقیدوں
 پر خوب ملمع سازی پیدا اور بڑی قبیح بازی کی جس سے مکمل و مکمل کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور
 باب دوم میں دیوبندی تہذیب کا آئینہ دکھایا ہے بفضلہ تعالیٰ العذاب الشدید
 نے جب مقام الحدید کے باب اول کے دھوئیں اڑا دیئے پرزے پرزے کر
 دیئے تو دیوبندی آئینہ کی کیا حقیقت ہے۔ اس کے لئے تو عذاب الہی کا ایک پتھر
 ہی کافی دوانی ہے۔ ایک اشارہ ہی میں چکنا چور کر دے گا۔ لہذا اب وہ باب دوم
 کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وبالله التوفیق۔

باب دوم دیوبندی مذہب کا آئینہ

دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی شان

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم
 لازم و ضروری نہیں بلکہ تمام ممکنات کی طرح ممکن اور حادث اور اختیاری
 ہے۔ جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے غیب دریافت کر لیتا ہے جب تک
 نہیں چاہتا جاہل رہتا ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں غیب
 کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی
 ہی شان ہے۔ تقویت الایمان ص ۱۸ مطبع مجتہبی دہلی۔

جب چاہے دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ابھی تک دریافت
 نہیں ہوا لہذا جب تک دریافت نہیں ہوا خدا جاہل رہا اور علم الہی اختیاری ہوا
 لہذا ممکن اور حادث ہوا۔ دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی یہی شان
 ہے کہ علم الہی ممکن بھی ہے۔ حادث بھی ہے اختیار می بھی ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک
 اللہ تعالیٰ زمان و مکان میں

گھرا ہوا ہے اس کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اس کے دیدار کو بلا جہت
 و بغیر مقابلہ کے جانتا بدعت حقیقیہ ہے۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ تنزیہ اوتھائے از زمان و مکان وجہت
واثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قول) ہمدان قبیل بد عادت حقیقتہ است
اگر صاحب اس اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ پیشار و انتہی مخلص
ایضاح الحق ص ۳۹۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا زمان و مکان سے پاک ہونا اور اس کا
دیدار بغیر جہت اور مقابلہ کے ماننا بدعت حقیقہ ہے۔ اگر اس کا معتقدان باتوں کو
دینی عقیدہ شمار کرے جب خداوند قدوس کو زمان و مکان سے پاک ماننا بدعت
حقیقہ ہو تو ضرور خدا سے تعالیٰ کسی مکان اور زمانہ میں محدود ہوا جب زمانہ میں
محدود ہوا تو ضرور اس کی کچھ عمر ہوگی۔ لہذا دیوبندیوں ذرا بتاؤ تو تمہارے خدا کی
عمر کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے خوب حساب کر کے ٹھیک بتانا

دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان

برجائے تو کوئی حرج نہیں مگر بندے اس کے جھوٹ پر مطلع نہ ہوں کیونکہ خدا
جھوٹ بولنے میں صرف بندوں سے ڈرتا ہے اگر بندوں کو پتہ نہ چلے تو پھر خدا
کو جھوٹ بولنے میں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ بعد اخبار ممکن بہت کہ ایشان
را فراموش گردانیدہ شود پس قول با مکان وجو مثل اصلاً منجر بتکذیب نفسہ از
نصوص منکرہ و سبب قرآن مجید بعد انزال ممکن است رسالہ یکروزی ص ۱۴۴۔

علماء اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات
کامیہ میں آپ کا شریک و ہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین میں لہذا
اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تکذیب ہو
اور کذب الہی لازم آئے اس کے جواب میں مولوی اسماعیل صاحب نے یہ
کفری بول بولا کہ قرآن مجید دلوں سے جلا کر ایسا کرے تو کسی نفس کی تکذیب ہوگی

لہذا صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں کوئی
حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر نہیں
جلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو وہ نفس
یاد ہی نہیں کہ جھوٹ ہونا بتائیے عرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان کی
مت مادی پھر کیا پرواہ ہے۔

دیوبندیوں؛ تمہارا خدا ایسا عیب دار ہے کہ واقع میں جھوٹ بولے اور
کوئی حرج بھی نہ ہو اور اتنا بزدل کہ بندوں سے ڈرتا بھی ہے معاذ اللہ۔ اسی وجہ
سے تم جھوٹ بولنے کے عادی ہو اور بزدل اتنے کہ ڈر کے واسطے مسلمانوں
سے اپنے یہ کفری عقائد چھپاتے ہو۔

مگر دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا کہ جس پر بندے مطلع نہ
ہوں کسی طرح محال نہیں۔ کیونکہ اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے کہ
انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی
مستطوب باشد پر عقد قفیعہ غیر مطابق للواقع والحقائے اس بر ملا کہ و انبیا خارج از
قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی از قدرت ربانی باشد
یکروزی ص ۱۴۵۔

یعنی خدا جھوٹی باتیں گڑھ کہ فرشتوں اور انبیوں کو خبر دینے پر
قادر ہے کیونکہ اگر اس جھوٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا
کی قدرت سے بڑھ جائے۔

یہ دلیل مراحضہ ثابت کر رہی ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے
وہ سب خدا سے تعالیٰ کی ذات پر روا ہے، خدا بھی اپنے لئے وہ سب
کچھ کر سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی ایک کام بھی ایسا ہو جو بندہ کر سکے اور خدا نہ

توبہ بندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی لہذا اب دیوبندی دھرم میں خدا کی شان سنو اور دیوبندی دلیل سے ہر شان کو ثابت کیجئے جاؤ۔

خدا کھانا کھا سکتا ہے، سو سکتا ہے، جاگ سکتا ہے، پاخانہ پیشاب پھر سکتا ہے چل پھر سکتا ہے، راستہ بھول سکتا ہے، غافل ہو سکتا ہے، خدا غلام ہو سکتا ہے، اپنی ناک کان کاٹ سکتا ہے، اپنی آنکھیں پھوڑ کر اندھا ہو سکتا ہے، خدا ٹھکڑھٹ کر، زہر کھا کر، تلوار، بندوق مار کر، برہمی بجائے سے پھر جھید کر، خودکشی کر سکتا ہے، خدا پانی میں ڈوب کر، درخت سے گر کر، دیوار میں دب کر مر سکتا ہے دیوبندیوں کے مدرسہ کا طالب علم ہو سکتا ہے، خدا بیگ مانگ سکتا ہے، دوسروں کو اپنے کام میں شریک کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، بتوں کو سجدہ کر سکتا ہے، خدا چوری کر سکتا ہے، گرہ کاٹ سکتا ہے، ڈاکہ مار سکتا ہے خدا دیوبندیوں کی طرح گاندھی کی بے پکار سکتا ہے، کھد پھن کر گاندھی کیپ اوڑھ کر بندے مازم کا گیت گائے سکتا ہے، مولوی حسین احمد، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبدالحکیم وغیرہ کی طرح جیل جاسکتا ہے، مولوی احمد سعید کی طرح جیل کے خوف سے حاکم پر گنہ گار کے اجلاس میں جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر بھی رہائی نہ ہو توبہ جیل جاسکتا ہے، ان سب باتوں میں سے دیوبندی جس کا بھی انکار کریں تو خدا ان کے شہید کی دلیل سے ثابت کر دو۔ مثلاً کوئی دیوبندی کہے کہ خدا اگلا گھونٹ کر نہیں مر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ انسان اپنا گلا گھونٹ کر مر سکتا ہے خدا اس پر قادر نہ ہو اور اپنا گلا گھونٹ کر نہ مر سکے تو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے لہذا تمہارے نزدیک لازم و ضروری ہے کہ خدا اس پر قادر ہو کہ اپنا گلا گھونٹ کر مر سکے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم میں خدا کی شان کہ ان کے خدا کے عیبوں کی گنتی نہ شمار۔ واہر سے بہادر مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے شہید شایب باش کیا دلیل

بیان کی ہے، صرف خدا کا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے اس کی ذات مقدس پر عزیز متناہی عیب لازم کر دیئے۔

مسلمان عزم فرمائیں دیوبندی بھی اپنے شہید کی دلیل کو دیکھیں اور ذرا انصاف سے دیکھیں اور بتائیں کہ وہ کون سا عیب ہے جو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم و ضروری نہیں، سارے عیبوں تمام بے حیائیوں کو خود تمہارے ہی شہید نے اللہ عزوجل کے لیے لازم کر دیا ہے، باوجود اس کے دیوبندی رہبر کا یہ بہتان عظیم ہے کہ یہ عقیدے رضا خانیوں کے بانی مذہب (یعنی مولانا احمد رضا خاں صاحب) نے ازراہ افزا و بہتان حضرت شہید کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔

مقام المجدید ص ۸۱۔

دیوبندیوں یا درکھو ایسے بہتانوں سے تمہارے شہید کے کفریات پر پردہ نہیں پڑ سکتا، کیونکہ بسا اذیک روزی کی مذکورہ عبادت نے آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا کہ خود مولوی اسماعیل نے تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کو خدا کے لیے لازم و ضروری کر دیا ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان میں سے بعض کو نمونہ ذکر کر دیا ہے تاکہ دیوبندی اپنے شہید کی شان اور خوش عقیدگی سے واقف ہو جائیں، مگر رہبر صاحب نے اس جرم اسماعیلی کے عوض بولکھلا بولکھلا کر اعلیٰ حضرت اور علما اہل سنت پر تبر کیا بہت سی گالیاں دیں گالیوں کی کیا شکایت، دیوبندی رہبروں کو تو انصاف و دیانت کا دشمن ہونا ہی چاہیے، کیونکہ انہوں نے مولوی اسماعیل کا دامن تھام لیا ہے جو بظاہر حسن داند قدوس کو جھوٹا ہی نہیں بلکہ تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کا خمیرہ مانتے ہیں اور لطف یہ کہ توحید کے علمبردار ہیں کہ اہل سنت کی سنت پر منہ مارتے ہیں شرم نہیں آتی، آدے کہاں سے شرم و حیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے الحیاء شعبۂ من الایمان حق ہے۔

دیوبندی مکرہیں رسول کی شان | علیہ السلام کے نزدیک رسول اللہ
اور پان زیادہ سے زیادہ گناؤں کے زمیندار کے برابر ہے ان کے نزدیک
رسول کی بس یہی شان ہے۔

حوالہ جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گناؤں کا زمیندار سوان معینوں کے ہر پیر
اپنی امت کا سردار ہے۔ تقویت الایمان ص ۸۵۔ مطبع صدیقی دہلی۔
اللہ اکبر رسول کے مرتبہ کا کہیں ٹھکانا ہے۔ کتنا بلند کتنا برتر کتنا اونچا کہ
چودھری اور گناؤں کے زمیندار سے بالا۔ اسی وجہ سے دیوبندی مولوی کہیں
صاحب کا دامن نہیں چھوڑتے اور ان کو شہید اور توحید کا علمبردار کہتے ہیں
کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک رسول کی سرداری چودھری کی
درجہ ہے۔

۲۔ دیوبندی مذہب میں رسول کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ذرہ برابر
بھی نہیں۔ ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

حوالہ۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے
بھی کمتر ہیں۔ تقویت الایمان ص ۸۷۔ مطبع صدیقی دہلی۔
یہ قرآن مجید کا رو ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِلّٰهِ السُّلٰتٰنُ
وَالْمُؤْمِنِينَ۔ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے عزت ہے۔

مولیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا دکان عند اللہ وجیہا۔ موسیٰ
علیہ السلام کے نزدیک با عزت ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا۔
وجیہا فی الدنیا والاخرۃ۔ عیسیٰ علیہ السلام دونوں جہان میں عزت والے
ہیں۔ دیوبندیوں کے شہید نے ان سب آیتوں کا انکار کر کے رسول
کی شان ذرہ ناچیز سے بھی کمتر کر دی۔ دیوبندی اسی لیے مولوی اسماعیل کو

اپنا پیشوا مانتے ہیں کہ انہوں نے شان رسالت کو گھٹانے کیلئے قرآن مجید
کا رد کیا ہے۔

۳۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں
مل گئے لطف یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس غبیث قول کا انستدراخ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔

حوالہ۔ یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں تقویت الایمان
ص ۸۲۔ مطبع صدیقی دہلی۔

قلم پر اللہ کی لعنت حضور نے تو فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَوَّلِیِّیْنَ
تَاْکُلْ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَتّٰی یَمُوتُوْا ذٰلِکَ یَعْنِی اللّٰهُ تَعَالٰی سَبَّیْ
علیہم السلام کے سمجوں کو زمین پر حرام کر دیا۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق
پاتے ہیں۔ یہاں شان رسالت گھٹانے کے لیے دیوبندیوں کے شہید نے
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے۔

۴۔ کھانے پینے پہنچنے میں رسول کے حکم پر چلنا شرک ہے۔ رسول کے
فرمان سے کوئی کام کرنا، رسول کے منع کرنے سے اس کام سے باز رہنا شرک
ہے۔ دیوبندی دھرم میں رسول کی یہی شان ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ کھانے پینے پہنچنے میں اس کے حکم
پر چلنا یعنی جس چیز کے رستے کو فرمایا برتنا جو منع کیا۔ اس سے دور رہنا اس قسم
کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کسی انبیاء اولیاء کی
اس قسم کی تعظیم کرے شرک ہے۔ تقویت الایمان ص ۱۱۲۔

یہ بھی قرآن مجید کا رو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِالْمُرْسَلِیْنَ
فَخُذُوْهُ وَاِنْ اَنْتُمْ لَنْ تَعْلَمُوْا فَاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ رُسُلُ اللّٰهِ فَاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ رُسُلُ اللّٰهِ فَاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ رُسُلُ اللّٰهِ
سے روکیں باز رہو۔ مسلمانو! انبات کرو یہ ارشاد الہی دیوبندی شہید کے نزدیک شرک ہے

۱۵۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ نماز میں حضور کا تصور کرنا ظلمت بالائے ظلمت ہے۔ آپ کی طرف خیال سے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور اور خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے نمازی مشرک نہیں ہوتا اور حضور کی طرف توجہ کرنے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے

حوالہ بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض زمانا کے دوسو سے اپنی بی بی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (محمد رسول اللہ ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرے جاتی ہے۔ مراد مستقیم مترجم اردو مصنف مولوی اسماعیل دہلوی۔

مسلمانو! باللہ انصاف سے کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو ظلمت بالائے مظلمت کہنا آپ کے تصور کو گدھے اور بیل کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا بتانا کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے کیا یہ حضور کی شان رفیع میں سٹری گالی اور کھلی گستاخی نہیں ہے کیا گالی اور گستاخی کے سر پر سنگ ہوتے ہیں۔

مولوی اسماعیل بنی کی سرداری چودھری اور پدہان کی طرح بتائے۔ کہیں وہ بھی اڑائے اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بتائے۔ نبی کے حکم پر چلنے بشرک بتائے۔ حدیہ کہ مار کر مٹی میں ملائے مگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب خالص توحید اور درس معرفت ہے۔ ان کے یہاں رسول کی بس

یہی شان ہے۔ ان کا یہی مذہب ہے یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ دیوبندیوں کا یہی مذہب ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں سے اس درجہ چھپاتے ہیں کہ اس کے اظہار پر علماء اہل سنت کو گالیاں دیتے ہیں ان پر تبرا کرتے ہیں۔ گالیاں تو دیوبندی رہبر کو مبارک ہوں مگر ہم مسلمانوں پر دیوبندی مذہب کا اظہار صرف اس لئے کرتے ہیں کہ مسلمان آگاہ ہو کر باخبر رہیں اور ان کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکیں لہذا سنو۔

۱۶۔ قرآن مجید کا فرمان دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان

غلط بلکہ بہت غلط ہے۔

حوالہ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبَ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ۔ ہم یہ کہادیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو یہ امثال دکھاؤں یقیناً قرآن میں۔ اور قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو عالموں کے سوا دوسرے لوگ نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان میں اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی ملخصاً تقویۃ الایمان ص ۱۰۰ مطبع صدیقی دہلی۔

۱۷۔ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ حوالہ آیت۔ اَعْلَمُوا أَنَّمَا اللَّهُ ذُوْ ثُلُوتٍ ۚ مِنْ فَضْلِهِ ۚ تَرْجُمہ۔ انہیں دہمزد کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے تنبیہ۔ خوب یاد رہے اللہ اس کے رسول دونوں نے دولت مند کیا ہے۔

آیت۔ وَتَبَيَّنَ الْآلُ الْبَشَرِ ۚ بَآذَنِي ۚ تَرْجُمہ۔ اسے عیسیٰ نو

مکدرست کرتا ہے۔ مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے تنبیہ۔
یاد رکھنا اللہ کے حکم سے چلنے علیہ السلام تندرست کرتے ہیں۔

آیت: اُبْرِئِ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَ اَمْحِ الْمَوْتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝
ترجمہ: جیسی علیہ السلام نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست
کرتا ہوں اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تنبیہ۔ یاد رہے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں اور اللہ کے حکم
سے مردے جلاتے ہیں۔

اب ان آیتوں پر دیوبندیوں کے شہید علیہ دار توحید کا فتوے سنو۔
روزہ کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کو دنیا حاجتیں برائی
جائیں مانی شکل میں دیکھ کر کسی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیا
بعوت پر کسی کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے۔ اس سے مرادیں
مانگے بصیبت کے وقت اس کو پیار سے سودہ مشرک بنو جاتا ہے پھر خواہ
یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے۔ انتہی مخلصاً تقویۃ اللہ

مطبع صدیقی دہلی

تنبیہ۔ یہ اسماعیلی حکم ضرور یاد رہے کہ روزہ کی کشائش، دولت مند
کرنا، تندرست کرنا، خدا کی دی ہوئی قدرت سے ماننا بھی مشرک ہے۔

اب مسلمان منظر انصاف آیات مذکورہ کو دیکھیں تو آفتاب کی طرح ظاہر
ہو جائے گا کہ تقویت الایمانی حکم سے تینوں آیتوں میں مشرک کی تعلیم ہے کیونکہ
پہلی آیت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دولت مند کر دیا دوسری
اور تیسری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا تصرف مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے
کو تندرست کرنا اور مردے جلاتا بیان فرمایا۔ رہا یہ کہ اللہ کے حکم سے تندرست

کیا۔ اللہ کے حکم سے مردے جلاتے مگر یہ قید مشرک سے نہ بچا سکے گی کیونکہ اسماعیلی
حکم سن چکے کہ اللہ کی دی ہوئی قدرت سے بھی یہ تصرف ماننا مشرک ہے اسی سے
اللہ عز و جل انبیاء علیہم السلام، تمام مومنین، ملائکہ مقررین سب کا حکم ثابت
ہو گیا۔ کہ تقویت الایمانی حکم سے یہ سب مشرک ہیں کیونکہ یہ مشرک کہنے والا اللہ
واحسد لاشریک ہے۔ کہنے والے اس کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان
آیتوں پر ایمان لانے والے تمام مومنین اور کل فرشتے ہیں لہذا دیوبندیوں کے
نزدیک بھی مشرک ہوتے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید اور اس کے ماننے
والوں کی بس ہی شان ہے۔

دیوبندی رہبر نے جو ص ۸۲ تا ۸۳ سرخیاں قائم کی ہیں۔ رضا خانی
مذہب میں رسول کی شان، رضا خانی مذہب اور قرآن کی شان، رضا خانی مذہب
میں ملائکہ الرحمن کی شان، رضا خانی مذہب اور ایمانیات۔ یہ اس عداوت
کی سرخی کا اثر ہے جس نے انصاف کی آنکھ کو بند کر کے بینائی قطعاً سلب کر
دی ہے ورنہ ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس تکلیف کی ہرگز حاجت نہ تھی۔ کیونکہ
اسماعیلی مشرک اور قرآنی آیتوں کے ماننے سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل
کے نزدیک اللہ عز و جل، انبیاء علیہم السلام، تمام مومنین، کل فرشتے مشرک ہی
ہیں۔

مسلمان جانتے ہیں کہ جرائم شرعیہ میں سب سے بڑا جرم مشرک ہے مسلمان
کو مشرک کہنے سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں۔ چہ جائیکہ فرشتوں کو مشرک کہنا۔ انبیاء
علیہم السلام کو مشرک کہنا اللہ عز و جل کو مشرک کہنا، یہ کتنا بڑا شدید جرم اور
کبھی آیت سے سخت گالی ہے۔ اب اگر یہ اسماعیلی حکم دیوبندیوں کے نزدیک
بھی جبراً ہے تو اس کے مجرم مولوی اسماعیل ہی ہیں۔ لہذا اس کی جو سزا ہو انہیں
کو دیا جائے۔ مگر حیرت ہے کہ دیوبندی رہبر مولوی اسماعیل کو تو بایں جرم

جہنم میں پھونکا جائیں۔ علمبردار توحید مانیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دیں ان پر تبرا کریں۔ انصاف کا دشمن دیانت کا باغی اور کسے کہتے ہیں۔

اس نہایت کا کہیں ٹھکانا ہے کفریات مولوی
دیوبندی شیطنیت | اسماعیل بکین، خدا اور رسول کو گالیاں دے دیں۔

قرآن مجید سے جنگ دے کریں مگر دیوبندی رہبر مجرم عائد کریں۔ اعلیٰ حضرت اور علماء اہل سنت پر رہبر صاحب نے آنحضرت انسان می کند بوزینہ نیز کے ماتحت یہ سرخی قائم کی ہے۔ بانی رضا خانیت اور اس کی امت کا اقراری کفر متاع المہدید مد یعنی اعلیٰ حضرت اور علماء اہل سنت کا اقراری کفر ثابت کرتے ہیں اور ٹمک یوں طعنے ہیں کہ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الکوکتبہ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرنے والا گالیاں دینے والا وغیرہ لکھا مگر مولوی اسماعیل کے ان کفریات مذکورہ کے باوجود ان کو کافر کہنا خلاف اعتیاد کہا، اب خود خاں صاحب کے منہ سے سینے کہ ایسے شخص کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ خاں صاحب موصوف تہید ایمان ص ۲۷ پر فرماتے ہیں۔ شفا شریف و برازیہ فتاویٰ خیرہ وغیرہ میں ہے۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ متاع المہدید لمفصا ص ۳۳ و ص ۳۴ اس ٹمک بندی کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خاں صاحب خود اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے بھی ایسا ہی کا ہے۔ انتہی لمفصا ص ۳۴

رہبر صاحب کی اس ساری ٹمک بندی کا خلاصہ یہ ہے کہ باوجود ان کفریات کے مولوی اسماعیل کی تائید سے اعلیٰ حضرت کا اقراری کفر ہے۔

عداوت کا برا ہو جس نے دیوبندی رہبر کو اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس کمال احتیاط کو عیب سمجھا اور جہالت کی خرابی ہو کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہ سمجھا۔ فاضل بریلوی نے اسماعیل کے سینکڑوں کفریات فقہی شمار کرائے لیکن مقام تکفیر میں انتہائی احتیاط برتی کہ متکلمین محتاطین کا مسلک اختیار فرمایا کہ اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ میں خفیف سے خفیف اور ضعیف سے ضعیف احتمال اور بعید سے بعید تر بھی ایمان کا پہلو نکل سکا تو اس کا فائدہ مجرم کو دیا اور اسماعیل جیسے مجرم کی تکفیر سے زبان و قلم کو روکا اس سے دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی اور سمجھنا چاہیے تھا کہ ایسا ممتاز مفتی جس کے کفر کا فتوے دے گا وہ یقیناً ایسا کافر ہوگا جس کے قول میں کوئی ضعیف و بعید تر بھی ایمانی پہلو نہ نکل سکے گا۔ لہذا فتاویٰ گنگوہی کے کفر پر دیوبندیوں کو ایمان لانا چاہیے تھا۔ یقین کرنا چاہیے تھا کہ فتاویٰ گنگوہی وغیرہ کے اقوال کفریہ ملعونہ میں اگر ضعیف تر اور بعید تر بھی احتمال ایسا نکل سکتا جو ان کو کفر سے بچا سکتا تو حاشا وکلا اعلیٰ حضرت جیسی محتاط شخصیت کا مفتی برگزیدہ ان کی تکفیر نہ کرتا۔

کفر کلامی اور کفر فقہی کا فرق | کسی قول کا اگر ظاہر کفر ہے۔ اگرچہ کسی تاویل بعید سے صحیح معنی بن سکتے ہوں

مگر جمہور فقہاء کے نزدیک یہ قول کفر اور اس کا قائل کافر ہے کیونکہ ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں مگر متکلمین تا دقتیکہ اس قائل کی مراد نہ معلوم؟ حکم کفر نہ کریں گے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس قائل نے وہی ظاہری کفری معنی مراد لیے ہیں تو متکلمین بھی اسے کافر کہیں گے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا۔ یہ قول بظاہر کفر ہے۔ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ کفار دوزخ میں جائیں گے

اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لہذا فقہا کرام اس قائل پر کفر کا حکم دیں گے اور ایسا شخص جمہور فقہاء کے نزدیک کافر ہوگا مگر اس قول میں ایک بعید پہلو دکھتا ہے اور صحیح معنی بن سکتے ہیں کافر دوزخ میں نہیں جائے گا یعنی جس وقت دوزخ میں جائے گا کافر نہ ہوگا کیونکہ کافر مگر کو کہتے ہیں اور جس وقت دوزخ میں جائے گا مگر نہ ہوگا اس لیے کہ مرتے وقت جب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور غیب شہادت ہو جاتا ہے تو کافر بھی ایمان قاتا ہے اگرچہ وہ ایمان معتبر نہیں لہذا قول مذکور کا یہ پہلو قرآن مجید کے خلاف نہیں اس لیے کفر نہیں لہذا متکلمین اس کے قائل پر حکم کفر نہ کریں گے لیکن اس قول کو بڑا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے اور اگر معلوم ہو جائے گا کہ اس قائل نے یہی ظاہری معنی مراد لیے ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہیں تو متکلمین متاثرین بھی اسے کافر ہی کہیں گے کیونکہ اب یہ کفر التزامی ہے اور اس کے قائل کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ فقہائے کرام ظاہری پہلو کفر پر نظر کر کے حکم کفر دیتے ہیں اور آویل بعید نہیں سننے اور متکلمین اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضعیف سے ضعیف احتمال بھی صحیح نکل سکتا ہے تو کفر کا حکم نہیں کرتے یعنی کفر کلامی وہ ہے جس میں قطعاً کوئی شبہ نہ رہے شبہ خواہ کلام میں ہو یا متکلم میں یا متکلم میں کلام میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ کلام کفری معنی کے علاوہ بھی دوسرے معنی کا صحیح احتمال رکھتا ہے اگرچہ وہ احتمال بعید ہو۔

متکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ قول اگرچہ قطعاً کفر ہے مگر اس قول کی نسبت اس متکلم کی طرف قطعی نہیں یعنی یہ شبہ ہے کہ شاید یہ قول اس کا نہ ہو متکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ یہ قول قطعاً کفر ہے اور نسبت بھی صحیح ہے اسی کا قول ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ متکلم نے اس سے توبہ

کر لی ہے مگر توبہ کا ثبوت قطعی نہیں۔
ان تینوں اقسام میں سے ہر شبہ کی بنا پر متکلمین اس قائل کی تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے
سکوت کی وجوہات

یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات خفیہ طعوز کے متکلم اور کلام میں شبہ ہے کلام میں شبہ یوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دریائے علم کی وسعت نظر میں کوئی ضعیف تر احتمال اور بعید تر پہلو صحیح نکلا۔ اور یہ معلوم نہیں کہ مولوی اسماعیل نے یہی ظاہری کفری پہلو مراد لیا ہے لہذا اس شبہ کی بنا پر کہ شاید مولوی اسماعیل کی مراد وہی بعید احتمال ہو۔ اعلیٰ حضرت نے احتیاطاً اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا۔

فائدہ اس شبہ سے کہ مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں کوئی بعید تر پہلو نکل سکتا ہے لہذا یہ اقوال کفر کلامی نہیں اس سے دیوبندی تقویہ ایمان وغیرہ کو عین اسلام ماننے والے خوش نہ ہوں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں وہ بعید تر احتمال اور ضعیف تر پہلو اعلیٰ حضرت جیسے بحرِ ذخار کی نظر و سیح میں نکل سکے۔ تو تقویۃ الایمان و رسالہ یکروزی وغیرہ کے ماننے والوں کو کیا مفید دیوبندیوں کے بڑوں سے تو اسماعیل کے اقوال کفریہ کی صحیح تاویل ہو ہی نہ سکی بلکہ اسماعیل کے رسالہ یکروزی کی عبارت پر خود دیوبندیوں نے کفر و جہالت کے فتوے دیئے۔ مولوی محمود حسن صاحب سے بے کر مدرسہ دیوبند کے تمام مدرسین نے متحد و زندیق لکھا یہ فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے) لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ قول امام الطائفہ کا ہے تو لرزہ بر اندام ہوئے اور

کہا کہ ہائے اپنے امام ہی پر بات صاف کر دیا مگر شخصیت پرستی کا براہو کہ بایں کفریات خبیثہ بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہ چھوڑا۔

جب اکابر دیوبند اسماعیل کے کفری قول میں ایسا پیلو نہ نکال سکے تو عوام کا لالچام جہال شغل تو کیا جانیں کیا سمجھیں سب ظاہری کفری پہلو ہی سمجھتے ہیں اور اسی کو امام جانتے ہیں لہذا اگر کسی وجہ سے مولوی اسماعیل کفر سے بچ بھی جائیں تو تقویت الایمان و رسالہ یکردزی و صراط مستقیم و غیرہ پر ایمان لانے والے تو کفر کی دلدل میں پھنسے ہی رہیں گے اور دوزخ کے گندے ہی بنیں گے۔

پھر مولوی اسماعیل کا بچنا بھی ایک ضعیف شبہ ہی کی بنا پر ہے کہ جمہور فقہاء کرام کے نزدیک معتبر نہیں وہ ایسے قائل کو کافر ہی کہتے ہیں متکلمین متطہلین تکفیر سے کف لسان فرماتے ہیں تاہم اس کے قول کو کفر و ضلال ہی کہتے ہیں قائل ان کے نزدیک بھی ضال و مضل گمراہ بد دین اور غلط حسد کی گراہی کا سبب ہے نہ کہ شہید، امام، متقی، ولی کامل، ایسا ویسا ڈبل پیسہ۔

کفر فقہی اور کلامی میں فرق نہ دیوبندی رہبر کی جہالت

ہے اسی جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الوکبتہ الشہابیہ اور تہید الایمان میں فرق نہیں جانتے حالانکہ دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

تہید الایمان کفر کلامی میں ہے اور الوکبتہ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اس میں مصنف علام نے مولوی اسماعیل کے فقہی کفریات اور ان پر فقہی احکام بیان فرمائے ہیں۔

سوال ہی میں ہے ہمارے فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا (مولوی اسماعیل) پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں۔ جیواوجودا

الوکبتہ الشہابیہ ص ۷۔

جواب کے شروع ہی میں ہے بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر بوجہ کثرت قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جامع فقہاء کرام ان پر حکم کفر ثابت۔
الوکبتہ الشہابیہ ص ۷۔

اخیر میں ص ۷۲ پر ہے فرقہ وہابیہ اور اس کے امام (مولوی اسماعیل) بلاشبہ جامع فقہاء کی تصریحات پر کافر اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں کفار سے کف لسان ناخود مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم غرضیکہ اول سے اخیر تک ساری کتاب کفر فقہی میں ہے۔ اسماعیل پر فقہی کفریات حائد ہیں۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے متکلمین متطہلین کا مسلک اختیار کیا اور اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا اس میں نہ کوئی تعارض ہے نہ تناقض۔ صح الروض میں ہے۔ عدم التکفیر مذہب المتکلمین والتکفیر مذہب الفقہاء من لا یتحد القائل بالنقیضین من لا یفید یعنی کفر فقہی پر تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے۔ پس جو شخص فقہاء کے مسلک پر تکفیر بیان کرے اور خود احتیاطاً متکلمین کا مسلک اختیار کرے اور تکفیر نہ کرے۔ ایس میں کوئی خرابی نہیں۔

یہ دیوبندی رہبر کی کوری جہالت کا اندھیر ہے کہ الوکبتہ الشہابیہ اور تہید الایمان میں تعارض سمجھ کر اپنی مقاصد کے ۸۵ پر اعتراض کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ الوکبتہ الشہابیہ میں اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل کی عبارتوں کو معافی کفریہ میں صاف و صریح کہا اور تہید الایمان میں فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں۔ پھر مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں تاویل کیسی ہو سکتی ہے۔ مقاصد ۸۵۔

دیوبندی رہبر کا یہ اعتراض اسی جہالت کی تاریکی ہے کہ کفر فقہی اور کلامی میں فرق معلوم نہیں۔ لکن کتبہ الشہابیہ جب کہ کفر فقہی میں ہے اور اس میں اصطلاح فقہاء پر کلام کیا گیا ہے تو اس میں صاف مرتج کے وہی معنی ہوں گے جو فقہاء کے نزدیک ہیں۔ مرتج کنا یہ کا مقابل ہے اس کو ظہور کا فی ہے۔ احتمال کی نفی ضروری نہیں۔ ہدایہ میں ہے۔ انت طالق، لا یفقر الی النیت لانہ صریح فیہ لغلبة الاستعمال دونوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لامنہ خلاف الظاہ و یدین فیہا بدینہ دبین اللہ تعالیٰ لانہ نوی ما یحتملہ۔ یعنی انت طالق وقوع طلاق میں نیت کا محتاج نہیں کیونکہ بوجہ غلبہ استعمال کے مرتج ہے اور اگر لفظ طلاق سے بندش کھولنے کی نیت کی تو قضاء معتبر نہ ہوگی کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور عند اللہ معتبر ہوگی۔ اس لئے کہ اس معنی کی نیت کی ہے جس کا لفظ میں احتمال ہے۔ صاحب ہدایہ کی تصریح سے دو امر ظاہر ہوئے اول یہ کہ مرتج وہ لفظ ہے جس کے معنی ظاہر ہوں اگرچہ وہ دو سے خفی معنی کا احتمال رکھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ فقہاء اسی ظاہری معنی پر حکم کرتے ہیں۔ احتمال بعید ان کے نزدیک معتبر نہیں لہذا لکن کتبہ الشہابیہ میں اسماعیل کے اقوال کفریہ کے متعلق جس قدر لفظ صاف مرتج و عزیزہ وار ہوئے ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ عبارتیں معافی کفریہ میں صاف ظاہر ہیں اگرچہ دوسرا احتمال بھی بعید اور خلاف ظاہر ہو مگر وہ چونکہ عند الفقہاء معتبر نہیں لہذا فقہائے کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فہرہی ہیں۔

تمہید الایمان۔ چونکہ کفر کلامی میں ہے اس میں کلام متکلمین کی اصطلاح پر ہے لہذا اس میں مرتج بمعنی متعین ہے یعنی کفری معنی ایسے متعین ہیں کہ کوئی بعید احتمال بھی صحیح نہیں نکل سکتا۔ لہذا اس میں اگر تاویل کی جائے گی تو غلط اور متعذر ہوگی اور یہ تاویل متکلمین کے نزدیک بھی مردود ہے۔

تمہید الایمان میں مرتج کے معنی یہ ہوتے کہ وہ کفری معنی میں متعین ہے اور تاویل بعید بلکہ البعد بھی صحیح نہیں ہو سکتی اور لکن کتبہ الشہابیہ کی یہ عبارت کہ اس کلمی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں چونکہ مسلک فقہاء پر ہے اور فقہاء کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں لہذا تاویل قریب نفی ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ اسماعیل کی اس کفری عبارت میں فقہاء کے نزدیک کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں لہذا اگر متکلمین کے نزدیک کوئی بعید تاویل ہو سکے تو وہ اس کے معارض نہیں تمہید الایمان کے کفر کلامی کی اصطلاح کو لکن کتبہ الشہابیہ کے کفر فقہی سے روٹنا یہ دیوبندی رہبر کی نری عداوت نہیں تو کوری جہالت ضرور ہے۔

گرفتن مراتب نہ کنی زندیقی۔

اس مختصر گزارش سے بفضلہ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ لکن کتبہ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل کے اقوال ہمیشہ ملعونہ پر فقہی کفریات عامہ جمہور فقہاء کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فہرہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی وسعت نظر میں کوئی بعید سے بعید پہلو نکل سکا جس کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اس کو غلط اور جھوٹ کہنا اور اقراری کفر بتانا دیوبندی رہبر کی حیا سوز ایمان داری اور تاریک جہالت کا اندھیرا ہے۔

مولوی اسماعیل کی تکفیر سے سکوت کی دوسری وجہ جس طرح کسی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً قتازی صاحب نے اپنی حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترمیم کی۔ اس وجہ سے قتازی صاحب کا فہرہ ہوتے یہ ان کے کفر کی ایک وجہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیسی گنگوہی صاحبان نے اپنی براہین قاطعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترمیم کی اور قتازی صاحب نے اس ترمیم

رسول پر مطلع ہو کر بھی گنگوہی صاحب کو اپنا پیشوا ہی مانا لہذا اس وجہ سے بھی
تقاضی صاحب کافر ہوئے۔

علیٰ ہذا القیاس تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی ایک وجہ تو اور پر گذری دوسری
وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے اقوال کفریہ خبیثہ سے ان کی توبہ مشہور
ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ بموجب حصہ اول ص ۱۳۱ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا
مستغنی لکھا ہے۔ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے

اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل فقویۃ الایمان
سے توبہ کی ہے۔ گنگوہی صاحب نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ

شہرت توبہ کو شہرت کا ذبہ ٹھہرایا۔ چنانچہ ص ۱۳۲ پر لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض
مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔ جب گنگوہی صاحب خود مانتے ہیں کہ

بعینوں نے مولوی اسماعیل پر افترا کر کے یہ شہرت دے دی ہے کہ انہوں نے
اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی۔ اب اس شہرت توبہ کی

موجودگی میں احتیاط یہی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کتب
لسان کیا جائے مگر ان کے اقوال کفریہ خبیثہ ملعونہ کو کفر و ضلال ہی کہا جائے گا

اعلیٰ حضرت و علما اہل سنت نے یہی کیا کہ ان اقوال کفریہ کو کفر و ضلال کہا اور
شہرت توبہ کے شبہ کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کتب لسان فرمایا۔ یہ

دوسری وجہ بھی تکفیر سے سکوت کے لئے کافی اور نہایت معقول ہے اس کو
جاہلانہ تاویل بتانا دیوبندی رہبر کی سخت جہالت اور نری عداوت ہے۔

کاش تقاضی صاحب بھی اپنے کفریات سے توبہ کر لیتے یا کم از کم
دیوبندی ان کی توبہ مشہور کر دیتے تو اعلیٰ حضرت یا علماء اہل سنت ہرگز ہرگز

تقاضی صاحب کی تکفیر نہ کرتے مگر وہ تو اپنے تقاضی پر ایسے جیسے اور اپنے

کفر پر ایسے اڑے کہ از تقاضی نئی جہند۔ اور دیوبندی اسی حالت میں ان پر
ایسے چڑھے کہ دامن نہیں چھوڑتے۔ مدہ ہے کہ تقاضی صاحب کا کفر پڑھتے ہیں
بیداری میں ان پر درود بھیجتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیوبندیوں کا ایک دھوکہ | دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو
بالا مکان جھوٹا مانتے ہیں اس لئے کہ

کذب و افترا کو اپنی روحانی غذا جانتے ہیں نیز علما اہل سنت پر بفضلہ تعالیٰ
کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں اسی لئے دھوکہ بازی افترا پر دازی کے

سوا چارہ ہی کیا۔ اس لئے دیوبندی رہبر نے یہاں بھی اپنے نامہ اعمال کی
طرح کئی درق سیاہ کیے ہیں اپنی مقاصد کے مشہور پر یہ سرخی قائم کی ہے۔

باقی رضا خانیت کا آسمانی مرتبہ اس کے ذیل میں رہبر صاحب نے پہلے تو
اپنی جہالت کے اندھیر میں ایک پریشان خواب دیکھا جس کی مفصل تعبیر ہم

بیان کر چکے ہیں اس کے بعد لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال
کے بعد ان کے بعض معتقدین و مریدین نے ایک اشتہار رشید المطالع پریس

دہلی میں چھپوا کر شائع کیا تھا جس میں خان صاحب موصوف کی کچھ نسخہ منی
گرامتیں لکھی تھیں۔ مقاصد احمیدیہ ص ۵۵۔ اس اشتہار کے حوالہ سے دیوبندی رہبر

نے ص ۵۵ پر تین گرامتیں دیوبندیوں کی تراشیدہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز
کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔

اگرچہ دیوبندی چالبازی میں ابلیس کے بھی استاد ہیں مگر خالص افترا
اور محض فریب کاری کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد

رسالہ یادگار رضا خاں خاص آپ کے خصائص و فضائل میں شائع ہوا اس کے
طاوہ اور بہت سی کتابیں آپ کے فضائل و مناقب میں لکھی گئیں ان میں

کہیں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ گرامتیں شائع ہوں تو اشتہار میں پھر ان معتقدین

مریدین مشہورین کا نام تک ذکر نہ ہو باوجودیکہ اس دوران میں مطبع اہل سنت کمال عروج پر تھا مگر اشتہار شائع ہو تو دیوبندیوں کے وحید المطالع میں۔ لطف یہ کہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین مریدین اشتہار شائع کریں اور مسلمانان اہل سنت حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان والا شان تک کو اس کی خبر نہ ہو حالانکہ دیوبندی نے پہلے ہی منبر کو آپ کی صاحبزادی صاحبہ کی طرف منسوب کیا ہے ان تمام باتوں سے دیوبندیوں کی فریب کاری ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خود دیوبندیوں کا سامنے ہے احمد اور انہیں مکاروں کا تراشیدہ ہے ایسے مکر و فریب سے دیوبندی اپنا پردہ پگینڈا کرتے ہیں۔ اگر دیوبندیوں میں شتم برابر صداقت اور ذرہ برابر بھی حیا ہے تو اس کو ثابت کریں ورنہ لعنة الله علی الکذبین۔ پڑھ پڑھ کہ اپنے سینوں پر دم کریں۔

دیوبندیوں کی ایک دھاندلی
دیوبندی رہبر نے منبر پر
میں جناب مولانا حسین رضا خاں
صاحب کی اس عبارت پر جو دھایا شریف کے ص ۲۴ پر ہے یہ اعتراض کیا
ہے کہ رضا خانیوں کے نزدیک مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مرتبہ شاید
رسول کے برابر ہو گا کہ ان کو دیکھنے کے بعد صحابہ کے دیدار کا بھی شوق کم ہو گیا
مقام ص ۸۹۔

وہ عبارت یہ ہے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام
کو یہ کہتے سنا کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی
زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

اس عبارت کے متعلق حضرت مولانا حسین رضا خاں صاحب مدظلہ
سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک دیوبندی کی دجالی کاتیبہ ہے
وجہ یہ ہے کہ اس کا کاتب دیوبندی تھا کہ اس کی بددینی ظاہر ہونے پر

اس کو نکال گیا اور اہم کاموں میں میری مصروفیت کے سبب رسالہ میری تصحیح
کے بغیر شائع ہو گیا اصل عبارت یہ تھی۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے
بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت
قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زہد و تقویٰ کے مکمل نمونہ تھے۔ اس
عبارت کو اس دیوبندی کاتب نے تحریف کر کے لکھ دیا۔ مگر چونکہ میری
غفلت دہے تو جی بھی اس میں شامل ہے اس لیے میں مخالفوں کا احسان
مانتا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا۔ ع
عدد شود سبب خیر گرسند انخواہد

اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ دھایا
شریف ص ۲۴ میں اس عبارت مذکورہ بالا کو لکھیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ
اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ قہر حسن داؤدی میں اس کی تفصیل شائع ہو
چکی ہے۔

دیوبندیوں کا ان کھولویہ ہے علماء اہل سنت کی حقانیت کو ذرا سی غفلت
سے بھی توبہ کرتے ہیں اور عبارت کی تصحیح کا اعلان کرتے ہیں تمہارے گرد
لنگوہی خالوی کی طرح نہیں کہ وہ اپنے اپنے کفریات پر ایسے اٹھسے کہ از
جانی جنبد اور عار پر ناکو اختیار کیا۔

دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری
منبر میں دیوبندی رہبر
لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں

صاحب اپنے ایک پر جانی برکات احمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب ان
کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو
محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۃ النور کے قریب پائی تھی۔ اس پر دیوبندی رہبر یہ

یہ اعتراض کرتے ہیں۔

پیر بھائی کی قبر میں تو رسول اللہ کے روضۂ اقدس کی سی بلکہ بالکل وہی خوشبو محسوس ہوتی اور خود پیر صاحب کی قبر کا واللہ اعلم کیا حال ہوگا۔ متاع الحدید ص ۸۱۔ دیوبندی کے اعتراض کا منشاء یہ ہے کہ اپنے پیر بھائی کی قبر کو حضور کے روضۂ اقدس کے برابر کر دیا تو پیر صاحب کی قبر ضرور بڑھ کر رہ گئی۔

اس اعتراض کی بنا اس دیوبندی کفری عقیدہ پر ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے اس صورت میں جب کسی قبر سے وہ خوشبو آئے گی تو وہ حضور کی خوشبو نہ ہوگی بلکہ اسی قبر کی خوشبو ہوگی مگر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جسمانی حیات سے زندہ ہیں اور عالم میں تعریف فرماتے ہیں جہاں تشریف لے جانا چاہیں جاسکتے ہیں اگر وہ اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو اس کی قبر میں تشریف لا کر نمازیں۔ لہذا جب مولوی برکات احمد صاحب کی قبر سے وہ خوشبو آئی تو معلوم ہوا کہ اس آفت کے کریم نے اپنے اس غلام کو تشریف آوری سے سرفرازا۔ لہذا وہ خوشبو حضور ہی کی خوشبو ہے مگر دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور مرکز مٹی میں مل گئے۔ اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مگر اس دیوبندی عقیدہ کو لے کر اعلیٰ حضرت پر اعتراض دیوبندی کی فزیب کاری ہے۔

دیوبندی رہبر کی چھٹی جہالت | دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے کھٹا۔ آگے چل کر اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں ۵۔ ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف

ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔

اللہ اکبر! جس نماز میں امام الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریک ہوں۔ اس کی امامت بریلی کے یہ خاں صاحب فرمائیں۔ متاع الحدید ص ۸۹۔

دیوبندی کے اعتراض کا اصل منشاء یہ ہے کہ جب جنازہ اعلیٰ حضرت نے پڑھایا اور حضور اس میں شریک ہوئے تو حضور مقتدی ہوئے اور اعلیٰ حضرت حضور کے امام بنے۔

یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور ان کے کفری عقیدہ کی بنا پر ہے دیوبندی چونکہ حضور کو اپنی ہی مثل سمجھتے ہیں، اس لئے اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے ہم کسی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ تو اس امام کے مقتدی ہی ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ لہذا جب حضور اس نماز جنازہ میں شریک ہوئے تو مقتدی ہی بنے۔ یہ تو دیوبندی عقیدہ کا قیاس ہے۔ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اپنی ہر صفت میں بے مثل ہیں حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے تشریف لانے پر امام بھی حضور کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہیں حضور میں۔ عین حالت نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ گئے حضور امام ہو گئے اور حضرت صدیق آپ کے مقتدی بن گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ یقتدی ابو بکر بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مقتدون بصلوۃ ابی بکر۔ بخاری شریف ص ۱۱۔

یعنی ابو بکر صدیق نماز میں حضور کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابو بکر صدیق

کی اقتدار کے سے لہذا حدیث کی روشنی میں ملفوظات کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اگر پہ ظاہر میں امام تھے مگر اصل ذہنی امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے لہذا اعلیٰ حضرت حضور کے مقتدی ہوئے اور حضور ان کے امام بنے اس پر اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور بد عقیدگی کا ثبوت ہے۔

دیوبندی حضور کو اپنا مقتدی بناتے ہیں | دیوبندیو! جب تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کسی نماز میں شریک ہوں تو آپ اس ظاہری امام کے مقتدی ہوتے ہیں تو اب ذرا آنکھ کھول کر تذکرۃ الخلیل تو پڑھو۔ شیخ سید کرونی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی غلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے جنازہ کی شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تذکرۃ الخلیل ص ۳۴ مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی۔

دیوبندیو! تم نے اپنے جس عقیدہ کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا ہے اپنے ٹیکک اسی عقیدہ اور ایمان سے کہنا کہ جب تمہارے اس اعتراض پر خواب کی بنا پر مولوی غلیل احمد صاحب کی نماز جنازہ میں حضور نے شرکت فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوبندی امام کے مقتدی ہوئے یا نہیں اور تم یہ خواب دیکھ کر کافر و مرتد ہوئے یا نہیں بولو ہوئے اور ضرور ہوئے۔

دیوبندیوں کے نزدیک کسی کی امداد کرنا حاجت بر آری کرنا مشکل میں کام آنا مصیبت دہلا دینا دفع کرنا یہ سب امور حسد کے ساتھ خاص ہیں۔ خداوند کریم نے کسی کو یہ طاقت نہیں دی جو کسی کے کام آسکے، امداد کر سکے، مشکل میں کام آسکے مصیبت دہلا دینا کر سکے۔ دیوبندی دھرم میں امور مذکورہ بالا کا مخلوق کے لئے عطا ہونا

مال ہے۔ جسے تو دیوبندی رہبر نے منہ پر سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور حسدائی اختیارات اس میں مدائح اعلیٰ حضرت کے ان اشارے اعتراض کیا ہے جن میں شاعر نے اپنے کو گدا اور اعلیٰ حضرت کو شاہ۔ اور باوندہ تعالیٰ حاجت روا مشکل کشا۔ بلا دفع کرنے والا لکھا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اولیائے کرام و صوفیائے عظام باوندہ تعالیٰ ہر مصیبت میں کام آتے ہیں۔ بلا میں دفع فرماتے ہیں۔ مشکلیں حل کرتے ہیں، خداوند کریم نے انکو یہ قدرت عطا فرمائی ہے اس پر دلائل قاطعہ قائم ہیں۔

لہذا مدائح کے ان اشعار سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ دیوبندی رہبر کی جہالت ہے کہ مذہب اہل سنت سے نا بلدی ہیں۔ اور اپنا دیوبندی عقیدہ سے کہ سینوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض ہرگز نہیں بلکہ رہبر صاحب کی دجال ہے۔ دیوبندی عقیدہ سے تو دیوبندی ہی پر اعتراض ہو سکتا ہے اور وہ یوں ہے سنو۔

گنگوہی صاحب کے اختیارات | تقویت الایمان میں سے اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سوچوئی چیز بھی اسی سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوئی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔ تقویت الایمان ص ۲۰۔

جب کہ دیوبندی مذہب میں مشکل میں کام آنا حاجت روائی کرنا ہر چھوٹی بڑی چیز دینا اللہ صاحب ہی کے ساتھ خاص ہوا تو اب اس دیوبندی عقیدہ سے مرثیہ گنگوہی صاحب کے اس شعر کا مطلب بتاؤ۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں سے بائیں ہم یارب

گیا وہ جسبہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو تمام حاجتوں

کا حاجت روا اور تمام مشکلوں کا مشکل کشا بتایا اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے ہوا کسی کو یہ قدرت و اختیار نہیں تو یقیناً مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو خدا مانا یا کم از کم اپنے پرست گوی صاحب کو خدا کی اختیارات دیئے۔ دیوبندی بہر نے ص ۱۱ پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بعض مریدوں کے اشتہاری اشعار سے اعتراض کیا ہے جن میں پیر صاحب قبلہ کو مشکل کشا، نورازل کی ضیاء آئینہ ہر ضیاء داغ رنج دلا، دونوں جہان میں مدد فرمانے والا بادشاہ وغیرہ لکھا ہے۔

اول تو تمام اور غیر معروف لوگوں کے کلام سے اعتراض کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے۔ کہوں دیوبند صاحب تمہارے شیخ الہند کے کلام پر ادھر تمہارے دیوبندی ہی عقیدہ کی بنا پر براعتراضات میں تو اس کا جواب سنی عوام کے کلام سے وہ بھی اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہو سکتا ہے کیا دیوبندی دھرم میں انصاف اسی کا نام ہے۔

دوسرے اہل سنت کے نزدیک بزرگان دین باذن حق نے مشکلیں حل کرتے ہیں۔ دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں پھر ان پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پیر کمال آئینہ جمال الہی ہے جس کا ثبوت بر دلائل قاہرہ ۲۵ و ۲۶ میں گزرا۔ پیر صاحب کو اگر نورازل کا آئینہ کہہ دیا تو تم نے خدا سمجھ لیا۔ تمہارے نزدیک آئینہ ہی خدا ہے۔ یہی تمہارا دین و ایمان ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وما نقدرہ اللہ حق قد وہ۔ انہوں نے خدا کی ہی قدر نہ جانی۔ دیوبندی دھرم میں جب خدائی اختیارات کا یہ عالم ہے تو حقوق رسالت کا کیا پوچھنا۔ تقویتہ ایمان میں تو انبیاء علیہم السلام کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر بنایا ہے مگر اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس شافع مطلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان رفیع ہے کہ آپ کے غلام یعنی اولیا کرام بھی حضور کے صدق میں دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں۔ نزاع کے وقت، تہر میں منکر و نیکر کے سوال کے وقت، حشر و نشر میں ہر جگہ امداد فرماتے

اور شفاعت کرتے ہیں، علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب البریزان شریف میں ص ۱۱ پر اس کی تصریح فرمائی ہے جس کی عبارت ص ۱۱ میں درج ہے۔

لہذا مدارج کے ان اشعار سے جس میں شاعر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے حشر کی تپش میں استمداد کی ہے۔ اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ہر صاحب کی جہالت ہے کہ دیوبندی عقیدہ کی بنا پر ان کو حقوق رسالت سمجھ کر یہ سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور حقوق رسالت۔ محتاج الحدید ص ۱۱۔

دیوبندی اگر تم کو حقوق رسالت اور اس کے ساتھ توہین رسالت دیکھتے ہیں تو پیر محورشہ تمہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں۔

مرثیہ ص ۱۱ قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

میسائے زماں پنج فلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہ مسد میں داسے قسمت ماہ کنگانی

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

متی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سبحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم

دیوبندی ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں اور کان کھول کر سنیں ان اشعار میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کاسے کاسے بندوں کو یوسف ثانی بنایا۔ اور گنگوہی صاحب کو سیما بنا کر فلک پر بٹھایا اور یوسف بنا کر چاہ محمّد میں چھپا یا یعنی عیسیٰ اور یوسف دونوں بنایا۔ گنگوہی صاحب کی موت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قرار دیا۔ مدھے کہ گنگوہی کو عیسیٰ بنا کر مردے جلوتے اور حضرت عیسیٰ سے بڑھا کر زندوں کو مرنے سے بچا لیا اور پھر یہ گنگوہی سبحانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو دکھائی دیو بسند یو: یہ ہیں حقوق رسالت اور اس کے ہمراہ ترین رسالت یہ تمہارے شیخ الہند نے لکھی صاحب کو عطا فرماتے ہیں تم ہر نماز کے بعد مراقبہ کر کے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے مذہب کی حقیقت پر غور کیا کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو توبہ کی توفیق دے اور کلمہ پڑھ کر کسی مسلمان ہو جاؤ۔

ہم تمہارے شیخ الہند کا کلام پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں تم عوام الناس کو کہتے ہو: یہ تمہارے عجز کی تین دلیل ہے۔ عوام نہ خود ذمہ دار ہیں نہ دوسرا کوئی ان کا ذمہ دار کیا تم اپنے شیخ الہند کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہی اعلان کر دو نیز اس سے یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ علما اہل سنت میں سے کسی کا ایسا کوئی کام ہی نہیں جس پر تمہیں اعتراض کا موقع مل سکے اس لیے بے علم عوام ہی کے کلام سے آڑ پکڑتے اور اپنے گردوں کے کفریات چھپانا چاہتے ہو مگر نہ ان کے مانند آں دامنے کر دے نہ زندہ مغل ہو۔

دیوبندی رہبر نے مداخلت کے اس شعر پر

نیکرین آ کے مقدم میں جو پھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

اعتراض کرنے کے لیے یہ سرخی قائم کی ہے۔ نیکرین کے سوال پر رضا خانی امت کا جواب: متابع ص ۱۸۰۔ یہ اعتراض بھی دیوبندی کی جہالت ہے کیونکہ جب سوال نیکرین کے وقت صوفیائے کرام و ادویا عظام کا مدد فرمانا حق ہے تو اس وقت ان سے استدعا بھی ثابت۔ اعلیٰ حضرت کا ادب سے نام لینا استدعا کیلئے ہے آپ کی برکت و امداد سے نیکرین کے سوال کا جواب بآسانی ہو اور یہ مشکل آسان ہو دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت سے اعلیٰ حضرت کے نام کو نیکرین کے سوال کا جواب سمجھ لیا اس لیے مداخلت کے شعر پر اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ دیوبندیوں کی سیخ و پکار کی خبر ہی نہیں اپنے شیخ الہند کا فرمان سنا ہی نہیں لوستو اور ذرا غور سے سنو۔

حشر میں دیوبندی کیا کہتے پھر میں گے

مولوی محمود حسن صاحب اپنے
قصیدہ مدحیہ کے ص ۱ پر تحریر

فرماتے ہیں:۔

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشتہ شدہ قاسم

بوسہ دیں لب کو میرے مالک رضوان دونوں

مسلمان تو قبر سے اٹھ کر یا رسول اللہ پکاریں گے، حضور کے دامن کرم میں پناہ میں گئے مگر دیوبندی قبر سے اٹھ کر نہ اللہ کا نام میں گئے نہ رسول کا بلکہ یا عسکری یا ناز تو می کا شور مچاتے اسی کی دہائی دیتے ہوئے قبر سے اٹھیں گے اور اس خرافات پر یہ امید کہ دوزخ اور جنت کے فرشتے منہ چومیں گے۔ لاسول ولا قوۃ الا باللہ

امام برحق احمد رضا سلام علیک

جناب نائب عزلت الوری سلام علیک

الخ مداخلت کی اس نظم کو شاعر نے اعلیٰ حضرت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا ہے۔ صاحب مزار پر سلام کرنا اسلام علیکم کہنا آداب زیارت سے ہے حدیث میں ارشاد فرمایا جب تم قبر پر جاؤ تو یوں کہو السلام علیک یا اهل القبور من المؤمنین والمؤمنات الحدیث۔ مگر دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت اور عداوت میں عرق ہو کر اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح احمد رضا خاں پر بھی سلام پڑھتے ہیں ص ۱۲۰۔

آداب زیارت اور تعلیم حدیث کے مطابق حاضری و سلام دیوبندی رہبر کا اعتراض اس لیے ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قبر پر حاضر ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس قبر کو کوہ طور بنائے اور خود بنے موسیٰ اور زور زور سے بار بار دُوب آری دُوب آری کی مدد مانگے یعنی اسے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ دیکھو تمہارے شیخ الہند لنگوی صاحب کے مزار کی حاضری کا یہی طریقہ بتایا ہے خود اپنی حاضری کی کیفیت

بیان کرتے ہیں ۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اُربنی مری دیکھی بھی نادانی

اگر یہ سوال ہو کہ مولوی محمود حسن صاحب نے ربّ اُربنی کی صدا کے شانی مخاطب کون تھا جواب خود شعر میں موجود ہے کہ جس کی تربت انور کو بنایا اسی سے خطاب ہے وہی مخاطب ہے یعنی گنگوہی صاحب اسی کو ربّ اُربنی سنا رہے ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے پیر صاحب ہی سے کہہ رہے ہیں۔ اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کتوں میں جس کا شمار ہو جائے انشاء اللہ قلّے اس کی نجات ہے مسلمان اسی لئے یہ نسبت قائم کرتے اور باعث نجات جانتے ہیں۔ اس سے انکار تو مغرور و متکبر دیوبندیوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ دیوبندیوں نے انبیاء اولیاء سے چونکہ اپنی نسبت منقطع کر لی ہے اس لئے دیوبندی رہبر نے اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ سرفخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور ان کے کئے۔ مناقع الحمید ص ۹۳۔ اس کے ماتحت مدارج کے تین شعر نقل کئے ہیں جن میں شاعر نے اپنے سگ بارگاہ ضوی ظاہر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا قدس سرہ العزیز چونکہ آقا و مومنے صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام ہیں حضور کی غلامی ہی میں اپنا خیر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبدالمصطفیٰ لکھا لہذا ان سے نسبت قائم کرنا آقا کے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت قائم کرنا ہے اس لئے شاعر نے یہ نسبت قائم کی ہے۔

دیوبندیوں نے بھی نسبت قائم کی ہے مگر ان سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں سفت سحت گستاخیاں کی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پالگوں سے تشبیہ دی اور

کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر جمعی و مثنوی بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے حفظ الایمان ص ۱۵ جب سے تھانوی صاحب نے شان نبوت میں یہ گستاخی کی دیوبندیوں نے تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور دیوبندیوں کے نزدیک اسب ان کا وہ مرتبہ ہے کہ ۔

تھانوی صاحب کے پیر دھوکہ پینا
آخرت کی نجات بتاتے ہیں

پیر دھوکہ پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۳۔ جلاب دیوبندیوں کو انبیاء اولیاء سے کیا عرض اب تو بس تھانوی کے پیر دھوکہ پینے۔ نجات ہوئی۔ پے جاؤ معلوم ہو جائے گا۔ آئے گا۔ ایک دن جس میں تم پکار پکار کر کہو گے۔

یاد یلتا لیستنی لدا تخذ فلا ناخلیلا۔ ہائے خرابی کاش میں حضور کے گستاخ کو دوست نہ بناتا۔ مگر اس وقت کی بیچ و پکار بے کار ہے اعلیٰ حضرت قبلہ فرماتے ہیں ۔

آج بے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اولیائے کمالین سے دیوبندیوں کی عداوت

بزرگان دین و اولیائے کمالین کے مزارات مقدسہ کو پھول و چپ اور وغیرہ سے مزین کرنا شرفاً جائز و مستحسن ہے اس سے مسلمانوں کی نظر میں اولیاء کرام کی عزت و عظمت قائم ہوتی ہے۔ عقیدت و وابستگی بڑھتی ہے جو فلاح دارین کا سبب ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی

کتاب رد المحتار میں اس کی تصریح فرمائی ہے اگرچہ گمراہ بدین اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ دیوبندی رہبر بھی چونکہ انہیں شرک و فحشوں میں سے ہے اس لیے اعلیٰ حضرت قبلہ کے مزار مقدس کی مبارک چادر پر اعتراض کرنے کے لیے یہ سرجی قائم کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قبر کی چادر، مقام الحدید ص ۹۳۔

اس کے ذیل میں چادر شریف کے جلوس کو ذکر کیا اور جلوس کی نظموں کے شعر لکھے اور بس اس سے زیادہ اعتراض میں کچھ گہر فشانی نہیں فرمائی مگر یہ معلوم صرف چادر پر اعتراض ہے یا جلوس پر اعتراض ہے یا جلوس میں اشعار پڑھنے پر اعتراض ہے یا تینوں پر اعتراض ہے۔ چادر شریف کا ثبوت تو شامی کے حوالہ سے اوپر گذرا اور حبانہ شریف جب کوئی شرعی جرم نہیں بلکہ مستحسن ہے تو اس کے اعلان میں کیا حرج۔ اس کے لیے قانون مارشل لائیو جاری ہو سکتا ہے پھر جلوس اور جلوس میں اشعار کا پڑھنا کیونکر منع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اشعار کے مضمون میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ دیوبندیوں کی اس شرک و فحش پر حیرت ہے کہ گاندھی اور جواہر لال وغیرہ کے خود جلوس نکالیں ان کی تعریف و توصیف میں بے بے قصیدے پڑھیں۔ گاندھی جی کی جے پکاریں۔ مشرکین کے لیے زندہ باد کے نعرے لگائیں یہاں شرک و بدعت کی سب دکانیں بند کر کے تسکین کے قفل لگا دیں مگر اولیائے کرام کی عزت و عظمت کے جلوس پر اعتراض، ان کی تعریف میں نظم و قصیدہ پر اعتراض یہاں جھٹ پٹ شرک و بدعت کی دکانیں کھول کر سب دیوبندی شرک و فحش کی دھوم مچا دیں۔ یہ دین ہے، یہ مذہب ہے۔ سوائے اس کے کہ اولیاء کرام عداوت، دشمنی ہے ان کی عزت و عظمت کو دیکھ نہیں سکتے اور کیا کہہ جا سکتا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی رہبر نے گاگر شریف اور اس کے جلوس پر اعتراض کرنے کے لیے کئی سرخیاں قائم کیں گاگر شریف، گاگر شریف، گاگر شریف

اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی تہذیب کے مطابق بازاری تسخیر سے بھی خوب برکت حاصل کی ہے۔ بغیر ہزلیات اور مسخرات تو دیوبندیوں کو مبارک ہم مسلمانوں کو گاگر شریف کی حقیقت بتانا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کوئی قابل اعتراض شے ہرگز نہیں بلکہ صاحب مزار سے حصول برکت کا ذریعہ ہے۔ گاگر شریف میں کیوڑا د گلاب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار مقدس کو غسل دیکر بطور تبرک وہ غسل تقسیم کیا جاتا ہے۔ شکر ہوتی ہے جس کا شربت بنا کر صاحب عرس کی روح مقدس کو اس کا ثواب پہنچا کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مزارات مقدسہ جو مورد رحمت الہی اور مبطل الذوار ربانی ہیں ان کا غسل بطور تبرک مینا دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو اور مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھو کر مینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ دوزخ سے بچا کر میدا جنت کو لے جائے۔ یہ تعالویٰ عقیدت اور اولیاء کرام کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

رہبر صاحب پر جب دیوبندی شرافت کا جن سوار ہو تو دیوبندی تہذیب کا پورا مظاہرہ شروع کر دیا اور یہ سرخی قائم کی آقا حجت رجا کے جوار پر ایک گریب رجوں کی درکھا ست۔ مقام الحدید ص ۹۴۔

اس کے ذیل میں یہ ہندی نظم نقل کی۔

پیلے جاموری بھر دے لگ گیا۔ اچھے حب موری بھر دے لگ گیا
نیچ نہ جائے کہیں موری چن دیا۔ چھائی بدیا موری بھر دے لگ گیا
بھاری جاؤں پیادوں گلے تیاں۔ بانٹے سپیا موری بھر دے لگ گیا
رجوی ہے ٹھاری رجو آس لگائے۔ دور نگر گیا، موری بھر دے لگ گیا
اس کے بعد ۱۵ پر یہ سرخی قائم کی، ایک اور رجوی جو گنیا کا لہر ایک ہندی نظم
اس کے ذیل میں بھی نقل کر کے اپنی تہذیب و شرافت کے ساتھ ساتھ کتاب کو بھی
ختم کر دیا۔ ہندی نظم پر ٹھٹھا و تسخر دیوبندی تہذیب و دیانت، علم و قابلیت کا

ماتم کر رہا ہے۔ یہ دیوبندیوں کی جہالت و حماقت ہے کہ ہندی شاعری کے اصول سے بے خبر ہیں اور پھر اعتراض کرتے ہیں۔ ہندی شاعری میں شاعر اپنے کو مجازاً اپنے محبوب کی کنیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کر کے کلام کرتا ہے ہندی کی ہزاروں لاکھوں نظم اسی اصول پر ہیں۔

مگر آج تک کبھی بھی کسی عاقل کو یہ دہم بھی تو نہ ہوا کہ شاعر اور اس کے ممدوح میں حقیقتہً بی بی و شوہر کے سے تعلقات ہیں۔ اس کی طرف ذہن منتقل ہوا تو دیوبندیوں کا اور کیوں نہ ہو۔ اکابر دیوبند میں باہم یہ تعلقات پہلے ہی سے رہے ہیں ایک دوسرے دیوبندی مولوی کا نکاح ہوتا تھا چنانچہ۔

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات
اور کردار کی ایک جھلک

حوالہ: تذکرۃ الرشید
جلد اول ص ۲۴۵۔ آپ (یعنی
مولوی رشید احمد گنگوہی)

ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ وہ بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا۔ پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی نکاحات کرتا ہی ہوں یہ تو نکاح ہوا ہے مگر جس فائدہ کے لئے نکاح ہوتا ہے وہ بھی تو سینے۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۵۹ پر ہے (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ پھر کہتے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توفیق کے ہیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرایا اس عبارت کے بعد یہ تو صحیح اور ہے۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا۔ اَلرَّجُلُ

تَوَّاسُونَ عَلَى النِّسَاءِ (یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر) آپ نے الہی رشید احمد گنگوہی نے فرمایا ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

بہر صاحب آپ نے ہندی نظم پر اعتراض کیا تھا اس کے ساتھ نسخہ کے مذاق اڑایا تھا جو آپ کی جہالت کی دلیل تھی۔ ہندی شاعری کے اصول سے ناواقفیت تھی پھر وہ نظمیں حوام الناس کا کلام ہے اگر بالفرض ان میں کوئی مضمون قابل گرفت بھی ہو تو اس سے اعلیٰ حضرت قبلہ اہل سنت پر کیا اعتراض۔ آپ ذرا اپنے اکابرین کے تذکرہ اور وہ حالات ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے خود بیان کئے ہیں وہ نہ کسی غزل میں ہیں نہ نظم میں نہ مجاز میں نہ استعارے۔ صاف صاف اکابر دیوبند کا مرد کا مرد سے نکاح ہوتا ہے اور محض نکاح پر بس نہیں کرتے بلکہ جس فائدے کیلئے نکاح کیا جاتا ہے وہ بھی دل بھر کے حاصل کرتے ہیں۔ خوب عیش اڑاتے ہیں اڑن نکالتے ہیں شاید اسی دیوبندیوں کی سمجھ میں نہ آئے اور کہیں کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں خیالات میں حالانکہ یہ وہی بے داری کے حالات و واقعات ہیں جن میں دن گزرتا تھا۔ رات کو خیالات بن کر خواب میں نظر آتے تھے۔ پھر خود ہی بے داری میں ان کو مجمع عام میں بیان کرتے تھے اسی سے ہر ضعیف مزاج اکابر دیوبند کے پاکیزہ جذبات و خیالات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر دیوبندیوں کی تفہیم کے لئے بے داری کا واقعہ بھی پیش کرتا ہوں۔

اکابر دیوبند کے برکات و حسنات، جہالت بے داری مجمع عام میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے باہمی زن و شوہری تعلقات ملاحظہ ہوں۔

حوالہ: مولوی اشرف علی صاحب نانوتوی کی اشرف التبیہہ مطبوعہ بجلی پریس دہلی کے صفحہ پر ہے۔

ایک دفعہ گنگوہی کو خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید

دش اگر سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ میاں ذرالیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شراب سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چٹ لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کر دے کر اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔

پیشوائے دیوبند کی خاص کرامت۔

مولوی محمد قاسم صاحب سنی مذاق میں بچوں کے کمر بند کھول دیتے تھے اسی اشرف البقینہ کے منہ پر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں مولانا (یعنی محمد قاسم صاحب) بچوں سے ہنسنے بولتے بھی تھے اور بھلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل نیچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ دیوبندیوں کاں کھول کر ہوش سنبھال کر سنو۔ مذاق میں بچوں کے کمر بند کھولنا یہ خواب کی بات تو نہیں ہے یہ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیداری ہی کی کرامت ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جب خانقاہ کے مجمع عام میں نانوتوی صاحب کو چارپائی پر لٹایا اور ان کی طرف کر دے کر ماشقانہ انداز سے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو سو تو نہیں رہے تھے

بیدار ہی تھے، خوب یاد رکھنا، نانوتوی تو کچھ کسمائے بھی اور مجمع عام میں اس حرکت سے شرمندہ ہو کر کہا بھی کہ میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے بھر گنگوہی صاحب کو اس کی بھی پرواہ نہ ہوئی وہ برابر اپنا کام کرتے ہی رہے اور یہ جواب دیا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ سچ ہے جب آدمی پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو کسی کے کہنے سننے کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی۔ اس وقت شرم و حیا کا

دامن چاک ہو جاتا ہے۔ اکابر دیوبند کے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ میں اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ منصف مزاج اسی سے دیوبندی مذہب کی حقیقت کا اندازہ کر سکتا ہے کہ جن کے ہاتھوں میں دیوبندی مذہب کی نگاہ ہے ان لوگوں کے جذبات و خیالات یہ ہیں اور دیوبندی مذہب میں۔ یہ اس پائے کے بزرگ مانے جاتے ہیں کہ علمائے دیوبند ان کو قطب العالم، جنید عصر، نعمان دوراں، بخاری زمان، قاسم العلوم والخیرات، رشید الاسلام والمسلمین، حکیم الامت کہتے ہیں۔ ان سے نیچے طبقہ کا کیا پوچھنا حقیقت یہ ہے کہ۔

آدمیاں گم شدند ملک حسد آخر گرفت

دیکھا رہبر صاحب یہ ہے آپ کے مذہب کا آئینہ قلعہ اور سنگین محل جس پر اکڑتے ہوئے آپ نے اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ غرنازا کو بھی ختم کر دیا معلوم ہوئی اس کی حقیقت، العذاب الشدید نے بفضلہ تعالیٰ ایک اشارہ میں اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ دھویں اڑا دیئے۔ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن کر دیا کہ دیوبندی مذہب میں حقانیت و صداقت کا نام و نشان بھی نہیں اسکی بنیاد صرف مکاری، حیاری، چالبازی، دھوکہ دہی پر ہے اور ثابت کر دیا کہ المصباح المجید میں جو مطالب علماء دیوبند کی عبارتوں کے بیان کئے گئے ہیں جی و صبح ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جو دیوبندیوں نے مقاصد المہدید لکھی وہ سراسر کذب و افتراء بہتان و تبراہ ہے۔ اس کے سوا اس کی قطعاً کوئی حقیقت نہیں۔ تہ الرد و کمل الامر بحیثۃ ربہ الجلیل و هو حسبی و لغد الوکیل و الصلوۃ والسلام حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

تمام شد

هر که عشق مصطفی صلی الله علیه و آله سالمان دوست

بحر و بر در گوشت دامن دوست